لجنہ اماء اللہ ناروے

زینب

جنوری - مارچ ۲۰۱۸

12 عَشقِ مُحَمّدٌ رَبَّہٗ

21 موجودہ دور کی برائیاں اور پاکیزہ زندگی کا حصول

47 ناصرات کارنر

وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا
اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ
امام جماعت احمدیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ وَعَلٰى عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالنّاصر

ایل۔ایس 7713

تاریخ: 24/02/2018

مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماءاللہ، ناروے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طرف سے خطوط برائے دعا محررہ 10، 3 فروری 2018 وزینب رسالہ اکتوبر تا دسمبر 2017 موصول ہوا۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

ماشا اللہ رسالہ زینب شعبہ اشاعت کی بہترین کاوش ہے۔ اللہ تعالیٰ شعبہ اشاعت کی ٹیم کو جزائے خیر عطا کرے اور مزید اس مد میں کی گئی کوششوں کو بارآور فرمائے۔ آمین

امید و دعا ہے کہ لجنہ و ناصرات کا نیشنل اجتماع معیاری حاضری کے ساتھ منعقد ہوا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سب ممبرات کے علمی و روحانی معیار بڑھائے اور سب شاملین کو سیکھے گئے علم سے مستفیض فرمائے۔ آمین

سب لجنہ و ناصرات کو میرا محبت بھرا سلام پہنچادیں۔

والسلام

خاکسار

خلیفۃ المسیح الخامس

مجلسِ ادارت

امیر جماعت ناروے

چوہدری ظہور احمد

صدر لجنہ اماء اللہ

محترمہ بلقیس اختر

نیشنل سیکرٹری اشاعت

منصورہ نصیر

نائب سیکرٹری اشاعت

صدیقہ وسیم

مدیرہ حصہ نارویجن

مہرین شاہد

نائب حصہ نارویجن

عندلیب انور

پروف ریڈنگ

عفیفہ نجم

طاہرہ زرتشت

گرافک ڈیزائنر

سامہ شاہد

فاکھہ چوہدری

پرنٹنگ

شمسہ خالد

شائع کردہ

شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ ناروے

Søren Bulls veien 1

1051 Oslo

Tlf: +47 22 32 27 46

FAX: +47 22 32 02 11

اِداریہ

صدق سے میری طرف آؤ اِسی میں خیر ہے

ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

(درِّ ثمین)

دُنیا بڑی تیزی کے ساتھ تباہی کی طرف بڑھ رہی ہے۔ مسلمان حکومتیں باہم بر سرِ پیکار ہیں ایک مسلمان اپنے ہی مسلمان بھائی کا خُون کر رہا ہے۔

ترکی اور شام ایک دوسرے کے مقابل صف آراء ہیں سعودی عرب یمن کے بے بس اور نہتّے عوام پر بمباری کر رہا ہے۔ دوسری طرف قطر اور ایران سے محاذ آرائی جاری ہے امریکہ اور شمالی کوریا ایک دوسرے کو دھمکیاں دے رہے ہیں۔ پاکستان کی اپنے ہمسایہ ممالک افغانستان اور ہندوستان کے ساتھ کشیدگی بڑھ رہی ہے۔ یہ اختلافات جنگ کے حالات پیدا کر رہے ہیں اور یہ آگ کسی وقت بھی ساری دنیا کو جنگ کی لپیٹ میں لے لے گی۔

بظاہر تیسری عالمی جنگ چھڑ جانے کا خطرہ بہت قریب دکھائی دے رہا ہے۔

ہمارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہُ اللہ تعالیٰ دنیا کو امن کا پیغام دے رہے ہیں۔ اُنہوں نے دُنیا کی بڑی طاقتوں کو خطوط لکھے ہیں جن میں آنے والے خطرات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اُنہوں نے امن کے حُصول کے لئے ان ممالک کو انصاف کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے جماعت احمدیہ کے خلیفہ کو دُنیا میں امن اور سکون کی بے انتہا فکر ہے اس مقصد کے لیے وہ خود بھی دعا کرتے ہیں اور جماعت احمدیہ کے افراد کو بھی دعا کی بار بار تلقین کرتے ہیں۔ آج ہمارا یہ فرض ہے کہ دنیا میں بسنے والے انسانوں کے درد کو محسوس کرتے ہوئے اُن کے لیے دعا کریں کہ وہ اُس مصیبت اور عذاب سے بچ جائیں جو اُن پر عنقریب نازل ہونے والا ہے۔ ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم دُنیا کو بتائیں کہ عافیت کا حصار اب امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ جُڑنے سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہُ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تلقین کی ہے:

"مسلمان دُنیا کے لیے ہمیں دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں عقل دے اب یہ متحد ہو جائیں اور ملکوں کے درمیان جو جنگوں کا امکان ہے"۔

اور مسلمان ملکوں کے اندر جو آپس میں لڑائیاں ہو رہی ہیں اور ہزاروں بلکہ بعض اعداد و شمار کے مطابق لاکھوں جانیں ضائع ہو گئی ہیں۔ یہ بھی دور ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دے اور یہ ایک قوم بن کر رہنے والے ہوں آپس کی لڑائیوں کو ختم کریں تاکہ اسلام کے دُشمن اپنا مفاد حاصل نہ کر سکیں اور سب سے بڑھ کر ہمیں یہ دعا بھی کرنی چاہیے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے مسیح موعود اور مہدیِ موعود کو پہچانیں جس کے ساتھ جُڑ کر یہ آپس میں بھی اور دنیا میں بھی امن قائم کرنے والے بن سکتے ہیں۔

(منقول از الفضل انٹر نیشنلِ 29 دسمبر تا 04 جنوری 2018)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

جنوری تا مارچ 2018ء

2 القرآن الکریم

2 حدیث نبوی ﷺ

3 کلام الامام

4 خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 30 دسمبر 2016ء

12 عشقِ محمدؐ ربّہٗ

16 نظم

17 حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق قرآن

20 نظم

21 موجودہ دور کی برائیاں اور پاکیزہ زندگی کا حصول

24 وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِیلاً

28 ثمرات تحریک جدید و وقف جدید

32 دھنک کے رنگ آپ کے سنگ

33 حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ناصرات اور واقفات کی کلاس

35 حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے زیر سایہ لجنہ کی ابتدا اور ابتدائی دور کی ترقیات

40 پانچ بنیادی اخلاق

41 دعائیہ اعلانات

43 رپورٹ واقفات stay over night

45 دریچۂ صحت

47 ناصرات کارنر

القرآن الكريم

وَمَنْ يُطِعِ اللهَ وَالرَّسُولَ فَاُو لٰئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ أَنْعَمَ اللهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَاصّٰلِحِيْنَ ج وَحَسُنَ اُو لٰئِكَ رَفِيْقًا۝ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللهِ ط وَ كَفٰى بِاللهِ عَلِيْمًا۝

اور جو بھی اللہ کی اور اِس رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے (یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے۔ اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔ یہ اللہ کا خاص فضل ہے۔ اور اللہ صاحبِ علم ہونے کے لحاظ سے بہت کافی ہے۔

(سورۃ النساء، آیات 71 – 70)

حدیث نبوی ﷺ

عَن اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَ ضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ وَفِیْ رَوَایَةٍ فَاَمَّکُمْ مِنْکُمْ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمہاری حالت کیسی نازک ہو گی جب ابن مریم یعنی مثیل مسیح مبعوث ہو گا جو تمہارا امام اور تم میں سے ہو گا۔ اور ایک اور روایت میں ہے کہ تم میں سے ہونے کی وجہ سے وہ تمہاری امامت کے فرائض انجام دے گا۔

(حدیقۃ الصالحین: صفحہ 775، حدیث نمبر 956)

کلام الامام

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

”کیا تم اس زمانہ کو جس میں میں مبعوث ہوا نہیں دیکھتے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اتنی ہی مدت میں آیا ہوں جو مدت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام میں چودہ سو سال کی تھی اس میں عقلمندوں کے لیے ایک نشان ہے۔ دیکھو کہ خدا نے کیوں کر بہت سے نشان جمع کر دیے اور کیوں کر چاند و سورج کا گرہن رمضان میں ہوا اور اونٹ کی سواری بیکار ہوئی اور ان کے سوا اور بھی نشانات ہیں۔ کیا کبھی یہ نشان کسی مفتری کے لیے جمع ہوئے ہیں؟ اس دوزخ سے ڈرو کہ جو مجرموں کو کھا جانے والی ہے اور مجرم اس میں نہ مریں گے اور نہ جیئیں گے۔ کیا کتاب اللہ کو پس پشت ڈالتے ہو اور دوسری باتوں کی پیروی کرتے ہو۔ یہ عادت سراسر بغاوت اور ظلم اور ہدایت سے دور ہونے کی ہے۔ سب بھلائیاں قرآن شریف میں ہیں اور اس کی پیروی پرہیز گاری کا طریق ہے۔ زمین و آسمان نے میری گواہی دی۔ کیا صادق کے سوا زمین و آسمان دوسرے کی گواہی اس طور سے دے سکتے ہیں۔ دیکھو کہ میں بہ تحقیق مسیح موعود اور مہدی معہود ہوں خدائے مہربان کی طرف سے میں بھیجا گیا ہوں۔ صلیبی غلبہ اور اسلامی غربت کے وقت تا کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو اور یہ ایسی بات نہیں ہے کہ افترا کے طور پر بیان کی ہو۔ اگر میں مفتری ہوتا اور صادق نہ ہوتا یہ تمام نشان جو مجھ میں جمع کیے گئے ہیں ہرگز جمع نہ ہوتے اور خدا تعالیٰ اس کی تائید نہیں کرتا جو خدا تعالیٰ پر افترا باندھے اور حد سے گزر جائے۔ بہ تحقیق میرے زمانہ میں میرے مکان میں میری قوم میں میرے دشمنوں کی قوم میں تدبر کرنے والوں کے لیے نشان ہیں اور میں حکم اور عدل ہو کر آیا ہوں تا کہ تم میں تمہارے مختلف امور میں فیصلہ کر دوں (یعنی ہر بدعت کو جو پھیل چکی ہے میں ختم کروں) اور میں بے وقت نہیں آیا ہوں بلکہ عین وقت اور صدی کے سر پر آیا ہوں اور اسوقت کہ جب فتنے انتہا کو پہنچ گئے ہیں۔ اور نہ بغیر حجت اور دلیل کے آیا ہوں اور بہت سے نشان ظاہر ہو گئے ہیں۔ زبانوں نے انکار کیا اور دلوں نے یقین کر لیا ہے۔ خدا تعالیٰ جس کو چاہے ہدایت کرے۔ کیا تم میرے امر میں شک کرتے ہو حالانکہ جس قدر ثبوت کے ساتھ حق ظاہر ہونا چاہیے تھا وہ ظاہر ہو گیا۔ اور اس قدر دلائل ظاہر ہوئے کہ جو ان گنت ہیں۔“

(خطبہ الہامیہ منقول از، الفضل انٹرنیشنل 29 دسمبر 2017ء تا 04 جنوری 2018ء صفحہ 1:)

خطبہ جمعہ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

30 دسمبر 2016ء

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ دو دن بعد انشاء اللہ نیا سال شروع ہو رہا ہے۔ ہم مسلمان تو قمری سال سے بھی سال شروع کرتے ہیں اور شمسی سال سے بھی۔ یہ قمری سال صرف مسلمانوں میں ہی نہیں ہے بلکہ بہت سی قوموں میں پرانے زمانے میں قمری سال سے ہی سال شروع کیا جاتا تھا۔ چینیوں میں بھی یہ رواج ہے، ہندوؤں میں بھی ہے اَور قوموں میں بھی ہے۔ بہت سے مذہبوں میں پایا جاتا ہے۔ اور اسلام سے پہلے عرب میں بھی دنوں کے حساب کے لئے قمری کیلنڈر ہی رائج تھا۔ بہرحال دنیا میں عام طور پر یہ گریگورئین کیلنڈر رائج ہے اور سب اس کو سمجھتے ہیں۔ اس لیے ہر قوم اور ہر ملک نے اس کیلنڈر کو اپنے دن اور مہینوں کے حساب کے لیے اپنا لیا ہے تو اسی وجہ سے دنیا میں ہر سال ہر جگہ اس کے حساب سے یکم جنوری سے سال شروع ہوتا ہے اور 31 دسمبر کو ختم ہوتا ہے۔ بہرحال سال آتے ہیں، بارہ مہینے گزرتے ہیں اور چلے جاتے ہیں چاہے قمری مہینے کے سال ہوں یا یہ جو رائج کیلنڈر ہے گریگورئین کیلنڈر اس کے سال ہوں۔ لیکن دنیا والے چاہے وہ مسلمانوں میں سے ہیں یا غیر مسلموں میں سے دنوں اور مہینوں اور سالوں کو دنیاوی غل غپاڑے اور ہاؤ ہو اور دنیاوی تسکین کے کاموں میں گزار کر بیٹھ جاتے ہیں۔

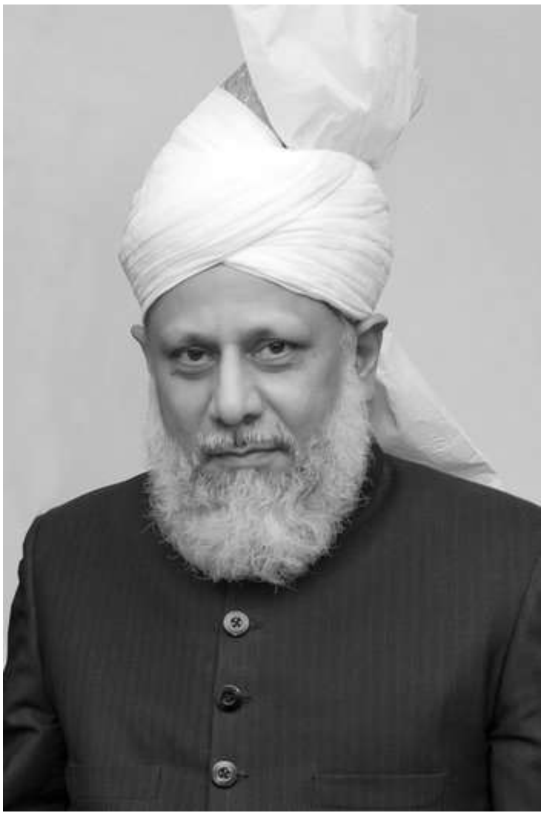

نئے سال کے آغاز پر جو یکم جنوری سے شروع ہوتا ہے دنیا والے کچھ نہیں کرتے۔ مغربی ممالک میں یا ترقی یافتہ ممالک میں خاص طور پر اور باقی دنیا میں بھی 31 دسمبر اور یکم جنوری کی درمیانی رات کو کیا کچھ شور و غل نہیں ہوتا۔ آدھی رات تک خاص طور پر جاگا جاتا ہے بلکہ ساری ساری رات صرف شور شرابے کے لیے، شراب کباب کے لئے، ناچ گانے کے لیے جاگتے ہیں۔ گویا گذشتہ سال کا اختتام بھی لغویات اور بےہودگیوں کے ساتھ ہوتا ہے اور نئے سال کا آغاز بھی لغویات کے ساتھ ہوتا ہے۔ دنیا کی اکثریت کی دین کی آنکھ تو اندھی ہو چکی ہے اس لیے ان کی نظر تو وہاں تک نہیں پہنچ سکتی جہاں مومن کی نظر پہنچتی ہے اور پہنچنی چاہئے۔ ایک مومن کی شان تو یہ ہے کہ نہ صرف ان لغویات سے بچے اور بےزاری کا اظہار کرے بلکہ اپنا جائزہ لے اور غور کرے کہ اس کی زندگی میں ایک سال آیا اور گزر گیا۔ اس میں وہ ہمیں کیا دے کر گیا اور کیا لے کر گیا۔ ہم نے اس سال میں کیا

کھویا اور کیا پایا۔ایک مومن نے دنیاوی لحاظ سے دیکھنا ہے کہ اس سال میں اس نے کیا کھویا اور کیا پایا۔اس کی دنیاوی حالت میں کیا بہتری پیدا ہوئی یا دینی لحاظ سے اور روحانی لحاظ سے دیکھنا ہے کہ کیا کھویا اور کیا پایا اور اگر دینی اور روحانی لحاظ سے دیکھنا ہے تو کس معیار پر رکھ کر دیکھنا ہے تاکہ پتہ چلے کہ کیا کھویا اور کیا پایا۔

ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام اور مہدی موعود کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی جنہوں نے ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیم کا نچوڑ یا خلاصہ نکال کر رکھ دے ااور ہمیں کہا کہ تم اس معیار کو سامنے رکھو تو تمہیں پتہ چلے گا کہ تم نے اپنی زندگی کے مقصد کو پورا کیا ہے یا پورا کرنے کی کوشش کی ہے یا نہیں؟ اس معیار کو سامنے رکھو گے تو صحیح مومن بن سکتے ہو۔یہ شرائط ہیں ان پہ چلو گے تو صحیح طور پر اپنی ایمان کو پرکھ سکتے ہو۔ہر احمدی سے آپ نے عہدِ بیعت لیا اور اس عہدِ بیعت میں شرائطِ بیعت ہمارے سامنے رکھ کر لائحہ عمل ہمیں دے دیا جس پر عمل اور اس عمل کا ہر روز ہر ہفتے ہر مہینے اور ہر سال ایک جائزہ لینے کی ہر احمدی سے امید اور توقع بھی کی۔

پس ہم سال کی آخری رات اور نئے سال کا آغاز اگر جائزے اور دعا سے کریں گے تو اپنی عاقبت سنوارنے والے ہوں گے۔اور اگر ہم ظاہری مبارکبادوں اور دنیاداری کی باتوں سے نئے سال کا آغاز کریں گے تو ہم نے کھویا تو بہت کچھ اور پایا کچھ نہیں یا بہت تھوڑا پایا۔اگر کمزوریاں رہ گئی ہیں اور ہمارا جائزہ ہمیں تسلی نہیں دلا رہا تو ہمیں یہ دعا کرنی چاہیے کہ ہمارا آئندہ آنے والا سال گذشتہ سال کی طرح روحانی کمزوری دکھانے والا سال نہ ہو۔بلکہ ہمارا ہر قدم اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے اٹھنے والا قدم ہو۔ہمارا ہر دن اسوہ رسول ﷺ پر چلنے والا دن ہو۔ہمارے دن اور رات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے عہدِ بیعت نبھانے کی طرف لے جانے والے ہوں۔وہ عہد جو ہم سے یہ سوال کرتا ہے کہ کیا ہم نے شرک نہ کرنے کے عہد کو پورا کیا۔بتوں اور سورج چاند کو پوجنے کا شرک نہیں بلکہ آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق وہ شرک جو اعمال میں ریاء اور دکھاوے کا شرک ہے۔وہ شرک جو مخفی خواہشات میں مبتلا ہونے کا شرک ہے۔(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 800 – 801 حدیث محمود بن لبید حدیث نمبر 24036 عالم الکتب بیروت 1998ء)

کیا ہماری نمازیں، ہمارے روزے، ہمارے صدقات، ہماری مالی قربانیاں، ہمارے خدمتِ خلق کے کام، ہمارا جماعت کے کاموں کے لیے وقت دینا، خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی بجائے غیر اللہ کو خوش کرنے یا دنیا دکھاوے کے لیے تو نہیں تھا۔ہمارے دل کی چھپی ہوئی خواہشات اللہ تعالیٰ کے مقابلے پر کھڑی تو نہیں ہو گئی تھیں۔اس کی وضاحت حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس طرح فرمائی ہے فرمایا کہ:

”توحید صرف اس بات کا نام نہیں کہ منہ سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہیں اور دل میں ہزاروں بت جمع ہوں۔“

بلکہ جو شخص کسی اپنے کام اور مکر اور فریب اور تدبیر کو خدا کی سے عظمت دیتا ہے یا کسی انسان پر بھروسہ رکھتا ہے جو خدا تعالیٰ پر رکھنا چاہئے یا اپنے نفس کو وہ عظمت دیتا ہے جو خدا کو دینی چاہئے ان سب صورتوں میں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک بت پرست ہے۔“ (سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 349)

پس اس معیار کو سامنے رکھ کر جائزے کی ضرورت ہے۔پھر اسکے بعد یہ سوال ہے کہ کیا ہمارا سال جھوٹ سے مکمل طور پر پاک ہو کر اور کامل سچائی پر قائم رہتے ہوئے گزرا ہے؟ یعنی ایسا موقع آنے پر جب سچائی کے اظہار سے اپنا نقصان ہو رہا ہو لیکن پھر بھی سچائی کو نہ چھوڑا جائے۔حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کا معیار یہ مقرر فرمایا ہے کہ:”جب تک انسان ان نفسانی اغراض سے علیحدہ

نہ ہو جو راست گوئی سے روک دیتی ہیں تب تک حقیقی طور پر راست گو نہیں ٹھہر سکتا"۔ فرمایا:

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 360)

"سچ کے بولنے کا بڑا بھاری محل اور موقع وہی ہے جس میں اپنی جان یا مال یا آبرو کا اندیشہ ہو۔"

پھر یہ سوال ہے۔ کیا ہم نے اپنے آپ کو ایسی تقریبوں سے دور رکھا ہے جن سے گندے خیالات دل میں پیدا ہو سکتے ہوں۔ یعنی آجکل اس زمانے میں ٹی وی ہے، انٹرنیٹ ہے۔ یا اس قسم کی چیزیں اور ان پر ایسے پروگرام جو خیالات کے گندہ ہونے کا ذریعہ بنتے ہیں کیا ان سے ہم نے اپنے آپ کو بچایا؟ اگر ہم ان ذریعوں سے گندی فلمیں اور پروگرام دیکھ رہے ہیں تو ہم عہدِ بیعت سے دور ہٹ گئے ہیں اور ہماری حالت قابلِ فکر ہے کیونکہ یہ باتیں ایک قسم کے زنا کی طرف لے جاتی ہیں۔

پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے بد نظری سے اپنے آپ کو بچانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے اور کر رہے ہیں؟ کیونکہ بد نظری کا جہاں تک سوال ہے۔ اس میں یہ جو حکم ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھو اور غضِّ بصر سے کام لو، یہ عورتوں اور مردوں دونوں کے لئے ہے کیونکہ کھلی نظر سے دیکھنے سے (بد نظری کے) امکانات پیدا ہو سکتے ہیں۔

پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے فسق وفجور کی ہر بات سے اس سال بچنے کی کوشش کی ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن سے گالی گلوچ کرنا فسق ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 153 مسند عبداللہ بن مسعود حدیث نمبر 4178 عالم الکتب بیروت 1998ء)

سختی سے، لڑائی سے، جب لڑائی جھگڑا ہوتا ہے تو اس وقت آدمی سخت الفاظ بھی کہہ دیتا ہے اور برے الفاظ بھی کہہ دیتا ہے اور ایک مومن دوسرے مومن سے جب یہ کر رہا ہو تو یہ فسق ہے بلکہ کسی سے بھی جب کر رہا ہو تو یہ فسق ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تاجر فاجر ہوتے ہیں۔ عرض کیا گیا یہ تو حلال ہے۔ تجارت کرنا تو حلال ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مگر جب یہ لوگ سودا بازی کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں اور قسمیں اٹھا اٹھا کر قیمتیں بڑھاتے ہیں۔ اسی طرح آپ ﷺ نے شکر اور صبر نہ کرنے والوں کو بھی فاسق فرمایا۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 385 – 386 حدیث عبد الرحمٰن بن حنبل حدیث نمبر 15753 – 15752 عالم الکتب بیروت 1998ء) پس یہ ہے گہرائی فسق سے بچنے کی۔

پھر سوال یہ ہے جو ہم نے اپنے آپ سے کرنا ہے کہ کیا ہم نے اپنے آپ کو ہر ظلم سے بچا کر رکھا ہے۔ یعنی ظلم کرنے سے بچا کر رکھا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کی ایک ہاتھ زمین بھی دبا لینا۔ تھوڑی سے زمین بھی کسی کی دبا لینا یا کسی کا ایک کنکر جو چھوٹا سا پتھر جو ہے، کنکری، مٹی کا ٹکڑہ، وہ بھی غلط طریق سے لینا ظلم ہے۔ (صحیح البخاری کتاب فی المظالم والغضب باب اثم من ظلم شیئا من الارض حدیث 2452)

پھر ہم نے یہ سوال کرنا ہے کہ کیا ہم نے ہر قسم کے فساد سے بچنے کی کوشش کی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شریر ترین لوگ فسادی ہیں اور یہ فسادی ہیں جو چغل خوری سے فساد پیدا کرتے ہیں۔ یہاں کی بات وہاں لگائی، اِدھر سے اُدھر بات پھیلائی وہ لوگ فسادی ہیں۔ جو لوگ محبت کرنے والوں کے درمیان بگاڑ پیدا کرتے ہیں وہ فسادی ہیں۔ جو فرمانبردار ہیں، اطاعت کرنے والے ہیں، نظام کی ہر بات کو ماننے والے ہیں یا دین کی ہر بات کو ماننے والے ہیں انہیں کسی غلط کام میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتے ہیں یا گناہ میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ فسادی ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 914 حدیث اسماء بنت یزید حدیث نمبر 28153 عالم الکتب بیروت 1998ء) پس فساد کے ہونے کا اور فساد سے بچنے کا یہ معیار ہے۔

پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہر قسم کے باغیانہ رویے سے پرہیز کرنے

والے ہم ہیں؟ پھر یہ سوال ہے کہ کیا ہم نفسانی جوشوں سے مغلوب تو نہیں ہو جاتے؟ آجکل کے زمانے میں جبکہ ہر طرف بے حیائی پھیلی ہوئی ہے ان نفسانی جوشوں سے بچنا بھی ایک جہاد ہے۔

پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہم پانچ وقت نمازوں کا التزام کرتے رہے ہیں۔سال میں باقاعدگی سے پڑھتے رہے ہیں اس کی اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں کئی جگہ تلقین فرمائی ہے، نصیحت فرمائی ہے بلکہ حکم دیا ہے۔اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کو چھوڑنا انسان کو شرک اور کفر کے قریب کر دیتا ہے۔(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلاۃ حدیث 82)

پھر ہم نے یہ سوال کرنا ہے کہ کیا نماز تہجد پڑھنے کی طرف ہماری توجہ رہی؟ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بارے میں ارشاد ہے کہ نماز تہجد کا التزام کرو۔اس میں باقاعدگی پیدا کرنے کی کوشش کرو۔یہ صالحین کا طریق ہے۔فرمایا کہ یہ قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔فرمایا کہ اس کی عادت گناہوں سے روکتی ہے۔فرمایا کہ برائیوں کو ختم کرتی ہے اور جسمانی بیماریوں سے بھی بچاتی ہے۔(سنن الترمذی کتاب الدعوات باب فی دعاء النبی ﷺ حدیث 3549)

”ہر ایک امّت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے۔“

پھر ہم نے یہ سوال کرنا ہے کہ کیا ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کی باقاعدہ کوشش کرتے رہے ہیں یا کرتے ہیں کہ یہ مومنوں کو اللہ تعالیٰ کے خاص حکموں میں سے حکم ہے اور یہ دعاؤں کی قبولیت کا ذریعہ بھی ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر درود کے بغیر دعائیں ہیں تو یہ زمین اور آسمان کی درمیان ٹھہر جاتی ہیں۔(سنن الترمذی کتان الصلوۃ ابواب الوتر باب ماجاء فی فضل الصلاۃ علی النبی ﷺ حدیث 486) اگر تم نے درود نہیں پڑھا اور تم دعائیں کر رہے ہو تو زمین سے دعائیں اٹھیں گی آسمان تک نہیں پہنچیں گی درمیان میں ٹھہر جائیں گی کیونکہ ان میں وہ طریق شامل نہیں جو اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے۔آسمان تک پہنچانے کے لیے ضروری ہے کہ دعاؤں کے ساتھ درود بھی ہو۔

پھر سوال ہم نے یہ کرنا ہے کہ کیا ہم باقاعدگی سے استغفار کرتے رہے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص استغفار کو چمٹا رہتا ہے یعنی باقاعدگی کے ساتھ کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی سے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے اور ہر مشکل سے کشائش کی راہ پیدا کر دیتا ہے اور اسے ان راہوں سے رزق عطا کرتا ہے جس کا وہ تصوّر بھی نہیں کر سکتے۔(سنن ابی داؤد ابواب الوتر باب فی الاستغفار حدیث 1518)

پھر سوال یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے کی طرف ہماری توجّہ رہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کے بغیر شروع کیا جانے والا کام ناقص رہتا ہے، بے برکت ہوتا ہے، بے اثر ہوتا ہے۔(سنن ابن ماجہ۔کتاب النکاح باب خطبہ النکاح حدیث 1894)

پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہم اپنوں اور غیروں سب کو کسی بھی قسم کی تکلیف پہنچانے سے گریز کرتے رہے ہیں؟ کیا ہمارے ہاتھ اور ہماری زبانیں دوسروں کو تکلیف پہنچانے سے بچی رہی ہیں؟ کیا ہم عفو اور درگزر سے کام لیتے رہے ہیں؟ کیا عاجزی اور انکساری ہمارا امتیاز رہا ہے۔کیا خوشی غمی تنگی اور آسائش ہر حالت میں ہم خدا تعالیٰ کے ساتھ وفا کا تعلق رکھتے رہے ہیں۔اللہ تعالیٰ سے کبھی کوئی شکوہ تو نہیں پیدا ہوا کہ میری دعائیں کیوں قبول نہیں کی گئیں یا مجھے اس تکلیف میں کیوں مبتلا کیا گیا۔اگر یہ شکوہ ہے تو کوئی انسان مومن نہیں رہ سکتا۔

پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہر قسم کی رسوم اور ہوا و ہوس کی باتوں سے ہم نے پوری طرح بچنے کی کوشش کی ہے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رسوم اور بدعات تمہیں گمراہی کی طرف لے

جاتی ہیں ان سے بچو۔(سنن الترمذی کتاب العلم باب ماجاء فی الاخذ بالسنتہ واجتناب البدع حدیث2676)

پھر سوال یہ ہے کہ کیا قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات اور ارشادات کو ہم مکمل طور پر اختیار کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں؟

پھر یہ سوال ہے کہ کیا تکبر اور نخوت کو ہم نے مکمل طور پر چھوڑا ہے یا اس کے چھوڑنے کے لیے کوشش کی ہے کہ شرک کے بعد سب سے بڑی بلا تکبر اور نخوت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ متکبر جنت میں داخل نہیں ہوگا اور تکبر یہ ہے کہ انسان حق کا انکار کردے۔ لوگوں کو ذلیل سمجھے۔ ان کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے اور ان سے بری طرح پیش آئے۔(صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم الکبر وبیانہ حدیث91)

پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہم نے خوش خلقی کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کی ہے؟ کیا ہم نے حلیمی اور مسکینی کو اپنانے کی کوشش کی ہے؟ مسکینوں کا مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں کتنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ۔ مجھے مسکینی کی حالت میں موت دے اور مجھ مسکینوں کے گروہ میں ہی اٹھانا۔(سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب مجالستہ الفقراء حدیث4126)

پھر سوال یہ ہے کہ کیا ہر دن ہمارے اندر دین میں بڑھنے اور اس کی عزت وعظمت قائم کرنے والا بنتا رہا ہے؟ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد جو ہم اکثر دہراتے ہیں صرف کھوکھلا عہد تو نہیں رہا۔

پھر سوال یہ ہے کہ کیا اسلام کی محبت میں ہم نے اس حد تک بڑھنے کی کوشش کی ہے کہ اپنے مال پر اس کو فوقیت دی۔ اپنی عزت پر اس کو فوقیت دی۔ اور اپنی اولاد سے زیادہ اسے عزیز اور پیارا سمجھا۔

(کنز العمال جلد1 صفحہ 152 کتاب الایمان والاسلام من قسم الافعال، فی فصل الثانی، فی حقیقتہ الاسلام حدیث نمبر 1378 دارالکتب العلمیتہ بیروت 2004)

" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے مجھے دین اسلام دے کر بھیجا ہے اور دین اسلام یہ ہے کہ تم اپنی پوری ذات کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کردو۔ دوسرے معبودوں سے دستکش ہو جاؤ۔ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو۔"

پھر ہم نے یہ سوال کرنا ہے کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی ہمدردی میں آگے بڑھنے کی کوشش کرنے والے ہیں یا کرتے رہے ہیں؟

پھر یہ سوال ہے کہ اپنی تمام تر استعدادوں کے ساتھ مخلوق خدا کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتے رہے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی عیال ہیں۔(المعجم الاوسط جزئ 4 صفحہ 153 ناسمہ محمد حدیث نمبر5541 دارالفکر عمان 1999ء)

پس اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوقات میں سے وہ شخص بہت پسند ہے جو اس کے عیال کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتا ہے۔

پھر یہ سوال ہے کہ کیا یہ دعا کرتے رہے اور اپنے بچوں کو بھی نصیحت کرتے رہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی اطاعت کے معیار ہمیشہ ہم میں قائم رہیں۔ ہم ہمیشہ آپکی اطاعت کرتی رہیں۔ اعلیٰ معیاروں کے ساتھ اور اس میں بڑھتے بھی رہیں۔

پھر یہ سوال ہے کہ کیا ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے تعلق اخوت اور اطاعت اس حد تک بڑھایا ہے کہ باقی تمام دنیوی رشتے اس کے سامنے ہیچ ہو جائیں، معمولی سمجھے جانے لگیں۔ پھر یہ سوال ہے کہ کیا ہم خلیفۂ وقت اور جماعت کے لیے باقاعدگی سے دعا کرتے رہے؟

اگر تو اکثر سوالوں کے مثبت جواب کے ساتھ یہ سال گزرا ہے تو کچھ کمزوریاں رہنے کے باوجود ہم نے بہت کچھ پایا۔ جتنے سوال میں نے اٹھائے ہیں اگر زیادہ جواب نفی میں ہے تو پھر قابلِ فکر حالت ہے۔ ہمیں اپنی حالتوں پر غور کرنا چاہیے اور اس کا مداوا اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ان راتوں میں یہ دعا کریں۔ آج کی رات بھی ہے اور کل آخری رات ہے۔ اور مصمم ارادہ کریں اور ایک عہد کریں اور خاص طور پر نئے سال کے آغاز میں یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری گزشتہ کوتاہیوں اور کمیوں کو معاف فرمائے اور نئے سال میں ہمیں زیادہ سے زیادہ پانے کی توفیق دے۔ ہم کھونے والے نہ ہوں اور ہم ان مومنین میں شامل ہوں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں جس میں آپ نے فرمایا کہ:

”میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہے یا اپنے مقامات پر بود و باش رکھتے ہیں اس وصیت کو توجّہ سے سنیں کہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بد چلنی ان کے نزدیک نہ آ سکے۔

غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بے جا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے“۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں ”... تمام انسانوں کی ہمدردی ان کا اصول ہو“۔ (صرف مومن، مومن کی ہمدردی نہ کرے بلکہ تمام انسانوں کی ہمدردی ان کا اصول ہو۔) ”اور خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں۔ اور پنجوقتہ نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں اور ظلم اور تعدّی اور غبن اور رشوت اور اِتلافِ حقوق اور بے جا طرفداری سے باز رہیں۔ اور کسی بد صحبت میں نہ بیٹھیں۔ اور اگر بعد میں ثابت ہو کہ ایک شخص جو ان کے ساتھ آمد و رفت رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے احکام کا پابند نہیں ہے... یا حقوق عباد کی کچھ پرواہ نہیں رکھتا اور یا ظالم طبع اور شریر مزاج اور بد چلن آدمی ہے اور یا یہ کہ جس شخص سے تمہیں تعلق بیعت اور ارادت ہے اس کی نسبت ناحق اور بے وجہ بد گوئی اور زبان درازی اور بد زبانی اور بہتان اور افتراء کی عادت جاری رکھ کر خدا تعالیٰ کے بندوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے تو تم پر لازم ہوگا کہ اس بدی کو اپنے درمیان سے دور کرو اور ایسے انسان سے پرہیز کرو جو خطرناک ہے۔“ (یعنی ہر وہ شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے خلاف بولتا ہے اس کی صحبت میں بیٹھنے سے، اس سے دوستی رکھنے سے، اس سے تعلق رکھنے سے بچو کیونکہ یہ بہت خطرناک چیز ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تبلیغ نہیں کرنی۔ مطلب یہ ہے کہ غیروں کو تو کرنی ہے لیکن وہ لوگ جو منافق طبع ہوتے ہیں یا غلط قسم کی باتیں کرنے والے ہیں اور اس بات پر مصر ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو سوائے گالیوں کے علاوہ اور بات ہی نہیں کرنی یا جماعت کے خلاف بولنا ہے، ان سے بچو۔ جو سعید فطرت ہیں وہ بات سنتے بھی ہیں۔)

”وہ پنج وقت نماز جماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔“

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”اور چاہیے کہ کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو۔ اور ہر

ایک کے لیے سچے ناصح بنو۔ اور چاہیے کہ شریروں اور بدمعاشوں اور مفسدوں اور بدچلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں سے گزر نہ ہو اور نہ تمہارے مکانوں میں رہ سکیں کہ کسی وقت تمہاری ٹھوکر کا موجب ہوں گے۔" (اگر زیادہ قریب رہیں گے تو تمہیں بھی ٹھوکر لگے گی۔) فرمایا "یہ وہ امور اور وہ شرائط ہیں جو میں ابتدا سے کہتا چلا آیا ہوں۔ میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہوگا کہ ان تمام وصیتوں کے کاربند ہوں۔ اور چاہیے کہ تمہاری مجلسوں میں کوئی ناپاکی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا مشغلہ نہ ہو اور نیک دل اور پاک طبع اور پاک خیال ہو کر زمین پر چلو۔ اور یاد رکھو کہ ہر ایک شر مقابلہ کے لائق نہیں ہے۔ اس لیے لازم ہے کہ اکثر عفو اور درگزر کی عادت ڈالو" (ہر جگہ مقابلہ کی ضرورت نہیں ہے۔ معاف کرنے کی عادت ڈالو) "اور صبر اور حلم سے کام لو اور کسی ناجائز طریق سے حملہ نہ کرو اور جذباتِ نفس کو دبائے رکھو۔ اور اگر کوئی بحث کرو یا کوئی مذہبی گفتگو ہو تو نرم الفاظ اور مہذبانہ طریق پر) "اور اگر کوئی جہالت سے پیش آوے تو سلام کہہ کر ایسی مجلس سے جلد اٹھ جاؤ۔ اگر تم ستائے جاؤ اور گالیاں دیے جاؤ اور تمہارے حق میں برے برے لفظ کہے جائیں تو ہوشیار رہو کہ سفاہت کا سفاہت کے ساتھ تمہارا مقابلہ نہ ہو ورنہ تم بھی ویسے ہی ٹھہرو گے جیسا کہ وہ ہیں۔

سو اپنے درمیان میں سے ایسے شخص کو جلد نکالو جو بدی اور شرارت اور فتنہ انگیزی اور بدنفسی کا نمونہ ہے۔ جو شخص ہماری جماعت میں غربت اور نیکی اور پرہیزگاری اور حلم اور نرم زبانی اور نیک مزاجی اور نیک چلنی کے ساتھ نہیں رہ سکتا وہ جلد ہم سے جدا ہو جائے۔ کیونکہ ہمارا خدا نہیں چاہتا کہ ایسا شخص ہم میں رہے اور یقیناً وہ بدبختی میں مرے گا کیونکہ اس نے نیک راہ کو اختیار نہ کیا۔ سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور واقعی نیک دل اور غریب مزاج اور راستباز بن جاؤ۔ تم پنجوقتہ نماز اور اخلاقی حالت سے شناخت کیے جاؤ گے۔ اور جس میں بدی کا بیج ہے وہ اس نصیحت پر قائم نہیں رہ سکے گا" فرماتے ہیں کہ "چاہیے کہ تمہارے دل فریب سے پاک اور ہاتھ ظلم سے بَری اور تمہاری آنکھیں ناپاکی سے منزّہ ہوں۔ اور تمہارے اندر بجز راستی اور ہمدردی خلائق کے اور کچھ نہ ہو" فرماتے ہیں: "میرے دوست جو میرے پاس قادیان میں رہتے ہیں مَیں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے تمام انسانی قویٰ میں اعلیٰ نمونہ دکھائیں گے"۔ فرماتے ہیں کہ "میں نہیں چاہتا کہ اس نیک جماعت میں کبھی کوئی ایسا آدمی مل کر رہے جس کے حالات مشتبہ ہوں یا جس کے چال چلن پر کسی قسم کا اعتراض ہو سکے یا اس کی طبعیت میں کسی قسم کی مفسدہ پردازی ہو یا کسی اور قسم کی ناپاکی اس میں پائی جائے۔ لہٰذا ہم پر یہ واجب اور فرض ہوگا کہ اگر ہم کسی کی نسبت کوئی شکایت سنیں گے کہ وہ خدا تعالیٰ کے فرائض کو عمداً ضائع کرتا ہے" (کہ جان بوجھ کر ضائع کرتا ہے) "یا کسی ٹھٹھے اور بے ہودگی کی مجلس میں بیٹھا ہے" (مخالفین کی ایسی مجلسوں میں بیٹھتا ہے جہاں ٹھٹھا اور بے ہودگی ہو رہی ہے یا ویسے ایسی مجالس ہیں جو گندی مجالس ہیں) "یا کسی اور قسم کی بدچلنی اس میں ہے تو وہ فی الفور اپنی جماعت سے الگ کر دیا جائے گا۔"

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ تمہیں ایک ایسی جماعت بناوے کہ تم تمام دنیا کے لیے نیکی اور راستبازی کا نمونہ ٹھہرو۔"

پھر آپ علیہ السلام فرماتے ہیں: "اصل بات یہ ہے کہ ایک کھیت جو محنت سے طیار کیا جاتا ہے اور پکایا جاتا ہے اس کے ساتھ خراب بوٹیاں بھی پیدا ہو جاتی ہیں جو کاٹنے اور جلانے کے لائق ہوتی ہیں۔ ایسا ہی قانونِ قدرت چلا آیا ہے جس سے ہماری جماعت باہر نہیں ہو سکتی۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو حقیقی طور پر میری جماعت میں داخل ہیں ان کے دل خدا تعالیٰ نے ایسی رکھی ہیں کہ وہ طبعاً بدی سے متنفّر اور نیکی سے پیار کرتے ہیں اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنی زندگی کا بہت اچھا نمونہ لوگوں کے لئے ظاہر کریں گے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 46 - 49 اشتہار مورخہ 29 مئی 1889ء اپنی جماعت کو متنبہ کرنے کے لئے ایک ضروری اشتہار)

اللہ کرے کہ ہم حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام کی اس نصیحت اور اس انتباہ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں۔ جو عہدِ بیعت ہم نے کیا ہے اسے پورا کرنے والے ہوں۔ ہماری زندگیاں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے گزرنے والی ہوں۔ ہم اپنی زندگیوں کو حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ڈھالتے ہوئے اپنی زندگی کا اچھا نمونہ لوگوں کے سامنے پیش کرنے والے ظاہر کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں سے پردہ پوشی فرماتے ہوئے ہمیں انعامات سے نوازے۔ حضرت مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کے لیے جو کامیابیاں مقدر ہیں وہ ہمیں دکھائے۔ نیا چڑھنے والا سال برکتوں کو لے کر آئے اور دشمن کے منصوبے ناکام ونامراد ہوں جن کی منصوبہ بندی میں یہ جماعت کی مخالفت میں بڑھتے چلے جارہے ہیں۔ پاکستان کے احمدی جو اس سال قادیان کے جلسے پر نہیں جاسکے اور اس سے ان کو بڑا افسوس بھی ہے، اللہ تعالیٰ ان کی تشنگی کو ختم کرنے کے بھی سامان فرمائے۔ الجزائر کے احمدیوں کی مشکلات بھی دور فرمائے۔ ان میں سے بھی بعضوں پر غلط مقدمے ہیں اور جیلوں میں اس وقت اَسیر بنے ہوئے ہیں۔ جیلوں میں ان کو رکھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی بھی رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔

دشمن جب زیادتیوں اور ظالمانہ حرکات میں بڑھ رہا ہے تو ہمیں بھی اپنی حالتوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ڈھالتے ہوئے دعاؤں پر زور دینے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(الفضل انٹرنیشنل 20 جنوری 2017ء تا 26 جنوری 2017ء)

اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ”جس طرح بہت دھوپ کے ساتھ آسمان پر بادل جمع ہو جاتے ہیں اور بارش کا وقت آجاتا ہے۔ ایسا ہی انسان کی دعائیں ایک حرارت ایمانی پیدا کرتی ہیں اور پھر کام بن جاتا ہے۔ نماز وہ ہے جس میں سوزش اور گدازش کے ساتھ اور آداب کے ساتھ انسان خدا کے حضور میں کھڑا ہوتا ہے۔ جب انسان بندہ ہو کر لاپرواہی کرتا ہے تو خدا کی ذات بھی غنی ہے۔ ہر ایک امّت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے۔“ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 292)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ:

” کلامِ الٰہی کے بغیر آپ کے گھر بھی بے برکت رہیں گے۔ ہر احمدی کا گھر ایسا ہونا چاہیے کہ اس میں رہنے والا ہر فرد جو اس عمر کا ہے کہ وہ کلامِ الٰہی پڑھ سکتا ہو صبح کے وقت اس کی تلاوت کر رہا ہو۔“

عَشِقَ مُحَمَّدُ رَبَّہُ

(بلقیس اختر۔ مجلس بیت النور)

حضرت محمد ﷺ کی خدا تعالیٰ سے محبت اور پیار کو دیکھ کر مکہ کے لوگ کہتے تھے کہ محمد ﷺ تو اپنے رب پر عاشق ہو گیا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ ﷺ اپنے پروردگارِ حقیقی کے سچے عاشق تھے۔ دنیا میں ہر انسان بے شمار رشتوں اور محبتوں میں بندھا ہوتا ہے لیکن ان میں سے خوش قسمت انسان وہ ہیں جنہیں اپنے پیدا کرنے والے خدا سے محبت ہوتی ہے۔ اس میں ہمیں حضرت محمد ﷺ کی ہستی سب سے اوپر نظر آتی ہے کہ جو محبت، جو عشق آپ نے خدا سے کیا وہ کسی اور کو نصیب نہ ہو سکا اور عشق بھی اس زمانے میں کیا جب کہ سارا عرب جہالت میں ڈوبا ہوا تھا اور ہر طرف بت پرستی کا راج تھا۔ ایسی قوم میں ایک ایسے وجود کا پیدا ہونا جو سر سے پاؤں تک عشقِ الٰہی کا مظہر تھا اور جس کی زندگی کا ہر لمحہ خدا سے عشق کا ایسا بے ساختہ نظارہ ہے جس کی مثال ڈھونڈے سے نہیں مل سکتی۔ اس جیسا انسان نہ آج تک پیدا ہوا اور نہ ہی ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

حضرت محمد ﷺ کی زندگی کا مطالعہ کریں تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ آپ ﷺ کو بچپن سے ہی شرک سے نفرت تھی۔ عرب کے لوگ "بوانہ" بت کو بہت عظیم مانتے تھے، اس کی پوجا کرتے، چڑھاوے چڑھاتے اور سال میں ایک دن وہاں اعتکاف بھی کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب بھی اپنی قوم کے ساتھ جایا کرتے تھے اور ان کی یہ کوشش ہوتی تھی کہ آپ ﷺ کو بھی ساتھ لے جائیں لیکن آپ ﷺ انکار کر دیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ ﷺ کی پھوپھیاں بہت اصرار سے آپ ﷺ کو اپنے ساتھ لے گئیں لیکن واپسی پر آپ ﷺ سخت خوفزدہ اور گھبرائے ہوئے تھے۔ پوچھنے پر بتایا کہ "جونہی میں بت کے قریب جانے لگتا تو سفید رنگ اور لمبے قد کا ایک شخص چلا کر کہتا کہ اے محمد! پیچھے رہو اور اس بت کو مت چھوؤ"۔ اس واقعہ کے بعد آپ ﷺ کی پھوپھیوں نے بھی اصرار نہ کیا۔ یوں خدا تعالیٰ نے شروع ہی سے آپ ﷺ کو ہر قسم کی مشرکانہ باتوں سے محفوظ رکھا۔ بچپن گزرا، جوانی آئی لیکن آپ ﷺ کا اپنے ربّ سے عشق بڑھتا ہی گیا۔ یہ عشق ہی تو تھا جو آپ ﷺ کو مکہ سے دور دراز ایک غار جس کا نام "حرا" تھا لے جاتا تاکہ دنیا کے شور سے دور تنہائی میں اپنے آقا و مولیٰ اپنے محبوب خدا کو یاد کر سکیں۔ اور یہ کوئی ایک دو دن کی بات نہیں، سالوں یہی روٹین رہی بلکہ آپ ﷺ کو پہلی وحی بھی غار حرا میں ہی ہوئی اور یہیں سے آپ ﷺ کی نبوّت کا آغاز ہوا تھا۔

کہتے ہیں کہ عشق اور مُشک چھپائے نہیں چھپتی۔ حضرت محمد ﷺ کی خدا سے محبت کا یہ عالم تھا کہ اپنے تو اپنے غیر بھی یہ کہا کرتے تھے کہ "**عَشِقَ مُحَمَّدُ رَبَّہُ**" کہ محمدؐ تو اپنے ربّ کا عاشق ہے۔

محبتِ الٰہی کے حصول کے لیے آپ ﷺ دو دعائیں کثرت سے پڑھا کرتے تھے ان میں سے پہلی دعا حضرت داؤد علیہ السلام کی ہے اور دوسری دعا آپ ﷺ نے ہمیں سکھائی: 1۔ " **اے اللہ! میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور اُس کی محبت جو تجھ سے محبت کرتا ہے۔ میں تجھ سے ایسے عمل کی توفیق مانگتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے اللہ! اپنی اتنی محبت میرے دل میں ڈال دے جو میری اپنی ذات، میرے مال، میرے اہل اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ ہو۔**"

2۔ ” اے اللہ! مجھے اپنی محبت عطا کر اور اُس کی محبت جس کی محبت مجھے تیرے حضور فائدہ بخشے۔ اے اللہ! میری دل پسند چیزیں جو تُو مجھے عطا کرے ان کو اپنی محبوب چیزوں کے حصول کے لیے قوت کا ذریعہ بنا دے اور میری وہ پیاری چیزیں جو تُو مجھ سے علیحدہ کر دے ان کے بدلے اپنی پسندیدہ چیزیں مجھے عطا فرما دے۔ “ (اسوۂ انسان کامل صفحہ: 68)

آنحضرت ﷺ کے خدا سے عشق کے دو واقعات پیش کرتی ہوں۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں: ”ایک بار اُفق پر غبار چھایا۔ آپ ﷺ مضطرب ہو کر ٹہلنے لگے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! بادل آئے ہیں گھبرانے کی کونسی بات ہے؟ فرمایا ثمود کی قوم پر اِسی طرح ہوا چلی تھی جس نے سب کچھ تباہ کر کے رکھ دیا تھا۔ اس کے بعد اندھیری دور ہوئی اور بارش برسنے لگی۔ باہر تشریف لائے۔ زبان پر بارش کا قطرہ لیا اور فرمایا! میرے ربّ کی نعمت ہے۔“ (بحوالہ سیرت النبی۔ شبلی جلد دوم صفحہ: 266 از حضرت محمد ﷺ صفحہ: 154)

کوئی آزمائش، کوئی پریشانی اور لالچ آپ ﷺ کو خدا سے دور نہ کر سکا۔ ”مکہ میں ایک بار کفّار قریش اکٹھے ہو کر حضرت ابو طالب کے پاس آئے اور کہا کہ اپنے بھتیجے کو آپ منع کریں۔ وہ ہمارے بتوں کو برا بھلا کہتا ہے۔ اب ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے۔ آپ ایک طرف ہو جائیں ہم اس سے خود نمٹ لیں گے۔ چنانچہ حضرت ابو طالب نے آپ ﷺ کو بلایا اور کہا میرے بھتیجے! آج تیری قوم آئی تھی اور اس نے یہ کہا تھا۔ میرے بھتیجے! اب مجھ میں ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں اور انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ اگر اسے کسی عورت کی خواہش ہے تو ہم عرب کی حسین ترین عورت اس کے عقد میں دینے کو تیار ہیں۔ اگر وہ عرب کی ریاست چاہتا ہے تو ہم اس کے سر پر عرب کا تاج رکھنے کے لیے تیار ہیں، وہ ہمارے بتوں کو برا بھلا کہنے سے باز آجائے۔ حضور ﷺ نے سب کچھ سنا، سر کو کچھ دیر کے لیے جھکایا، پھر فرمایا ”چچا! اگر وہ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں اور پھر کہیں کہ خدا کی توحید کے اعلان سے باز آجاؤں تو یہ نہیں ہو سکتا“۔ (ابن ہشام جلد اوّل جزو اول صفحہ: 173 – 172 از حضرت محمد ﷺ صفحہ: 155)

یہ ہے سچا عشق جس کے سامنے دنیا کی ہر چیز ہیچ ہے۔ آنحضرت ﷺ کی خدا تعالیٰ سے محبت اور عشق کی داستان حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طرح بیان فرماتے ہیں: ”رسول کریم ﷺ کی ساری زندگی عشقِ الٰہی میں ڈوبی نظر آتی ہے۔ باوجود بہت بڑی جماعتی ذمہ داری کے دن اور رات آپ ﷺ عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ نصف رات گزرنے پر آپ ﷺ خدا تعالیٰ کی عبادت کے لیے کھڑے ہو جاتے اور صبح تک عبادت کرتے چلے جاتے یہاں تک کہ بعض دفعہ آپ ﷺ کے پاؤں سوج جاتے تھے اور آپ ﷺ کے دیکھنے والوں کو آپ ﷺ کی حالت پر رحم آتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ”ایک دفعہ میں نے ایسے ہی موقعہ پر کہا یا رسول اللہ آپ ﷺ تو خدا تعالیٰ کے پہلے مقرّب ہیں آپ ﷺ اپنے نفس کو اتنی تکلیف کیوں دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ! اَفَلَا اَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا۔ جب یہ بات سچی ہے کہ خدا تعالیٰ کا مَیں مقرّب ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل کر کے مجھے اپنا قرب عطا فرمایا ہے تو کیا میرا یہ فرض نہیں کہ جتنا ہو سکے میں اُس کا شکریہ ادا کروں کیونکہ آخر شکر احسان کے مقابل پر ہی ہوا کرتا ہے اسی طرح اُحد کے موقع پر جب مسلمان زخمی اور پراگندہ حالت میں ایک پہاڑی کے نیچے کھڑے تھے اور دشمن اپنے سازو سامان کے ساتھ اس خوشی میں نعرے لگا رہا تھا کہ ہم نے مسلمانوں کی طاقت کو توڑ دیا ہے۔ جب ابو سفیان نے کہا اُعْلُ هُبُلْ اُعْلُ هُبُلْ یعنی ھبل کی شان بلند ہو، ھبل کی شان بلند ہو تو آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کو جو دشمن کی نظروں سے چھپے

کھڑے تھے اور اس چھپنے ہی میں اُن کی خیر تھی حکم دیا کہ جواب دو **اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ "اللہ ہی سب سے بلند اور جلال والا ہے اللہ ہی غلبہ اور جلال رکھتا ہے"**۔ (دیباچہ تفسیر القرآن صفحہ 242 – 240)

آپ ﷺ کی خدا تعالیٰ سے عشق کی داستان حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زبانی: آپ ﷺ ہر وقت خدا کا ذکر کرتے تھے اور آپ ﷺ کی زبان ہر وقت ذکر سے تر رہتی۔ آپ ﷺ سوتے وقت، پہلو بدلتے وقت، بیدار ہوتے وقت، وضو یا غسل کرتے وقت، لباس بدلتے وقت، گھر سے باہر جاتے وقت، گھر میں آتے وقت، مسجد میں داخل ہوتے وقت، مسجد سے نکلتے وقت، سواری پر سوار ہوتے وقت، بلندی پر چڑھتے وقت، نئے چاند کو دیکھتے وقت، ہوا کی تیزی کے وقت، بارش کے نزول کے وقت، نیا پھل ملنے پر، بیت الخلاء کو جاتے وقت، بیت الخلاء سے نکلتے وقت، دودھ پیتے وقت، کسی بستی میں داخل ہوتے وقت بعض مخصوص دُعائیں پڑھتے جو سب کی سب احادیث میں درج ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ خدا کا یہ پیغمبر ہر آن خدا کی یاد میں محو رہتا تھا"۔ (محمد ﷺ از غلام باری صفحہ 163 – 162 از سیرت طیبہ alislam.org صفحہ: 27 – 26)

آنحضرت ﷺ کے اللہ تعالیٰ سے عشق و محبت کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "آپ ﷺ کے مبارک ناموں میں ایک سر یہ ہے کہ محمدؐ اور احمد جو دو نام ہیں ان میں جدا جدا کمال ہیں۔ محمدؐ کا نام جلال اور کبریائی کو چاہتا ہے جو نہایت تعریف کیا گیا ہے اور اس میں ایک معشوقانہ رنگ ہے۔ کیونکہ معشوق کی تعریف کی جاتی ہے پس اس میں جلالی رنگ ہونا ضروری ہے۔ مگر احمد کا نام اپنے اندر عاشقانہ رنگ رکھتا ہے کیونکہ تعریف کرنا عاشق کا کام ہے اور اپنے محبوب اور معشوق کی تعریف کرتا ہے۔ اس لیے جیسے محمدؐ محبوبانہ شان میں جلال اور کبریائی کو چاہتا ہے اسی طرح احمد عاشقانہ شان میں ہو کر غربت اور انکساری کو چاہتا ہے۔ اس میں ایک سر یہ تھا کہ آپ ﷺ کی زندگی کی تقسیم دو حصوں پر کر دی گئی۔ ایک تو مکی زندگی جو تیرہ برس کے زمانہ کی ہے اور دوسری زندگی جو مدنی زندگی ہے اور وہ دس برس کی ہے۔ مکہ کی زندگی میں اسم احمد کی تجلّی تھی۔ جو بھی آپ ﷺ کی اس زندگی کے بسر اوقات پر پوری اطلاع رکھتا ہو اسے معلوم ہو جائے گا کہ جو تضرّع اور زاری آپ ﷺ نے اس مکی زندگی میں کی ہے وہ کبھی کسی عاشق نے اپنے محبوب و معشوق کی تلاش میں نہیں کی اور نہ کر سکے گا۔ پھر آپ ﷺ کی تضرّع اپنے لیے نہ تھی بلکہ یہ تضرّع دنیا کی حالت کی پوری واقفیت کی وجہ سے تھی۔ خدا پرستی کا نام و نشان مٹ چکا تھا اور آپ ﷺ کی روح اور خمیر میں اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھ کر ایک لذّت اور سرور آچکا تھا اور آپ ﷺ فطرتاً دنیا کو اس لذّت اور محبت سے سرشار کرنا چاہتے تھے۔ اُدھر دنیا کی حالت دیکھتے تھے تو اُن کی استعدادیں اور فطرتیں عجیب طرز پر واقع ہو چکی تھیں اور بڑے بڑے مصائب و مشکلات کا سامنا تھا۔ غرض دنیا کی اس حالت پر آپ ﷺ گریہ وزاری کرتے اور یہاں تک کرتے تھے کہ قریب تھا کہ جان نکل جاتی۔ اسی کی طرف اشارہ کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ۔ (الشُّعَرَآء: 4)

الغرض زندگی میں جب بھی کسی چیز کی ضرورت پیش آئی اپنے خدا سے ہی مانگی۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جوتے کا تسمہ بھی مانگو تو خدا سے مانگو۔ ایک مرتبہ کسی نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کہ کون سا شخص ایسا ہے جس کے پاس بیٹھنا ہمارے لیے زیادہ بہتر اور مفید ہے۔ **آپ ﷺ نے فرمایا ایسے شخص کے پاس جس کے دیکھنے کی وجہ سے تمہیں خدا یاد آجائے، جس کی باتوں سے تمہارے علم میں اضافہ ہو اور جس کے عمل کو دیکھ کر تجھے خدا سے محبت ہو۔**

میرے پیارے نبی ﷺ سے زیادہ کوئی اللہ کی محبت میں گرفتار نہیں ہوا۔ وہ ایک ایسا پاکیزہ وجود تھا جو کلیۃً خدا کی محبت میں غرق ہو گیا اور کچھ بھی اپنا باقی نہ چھوڑا۔ آپ ﷺ کی زندگی کے ہر لمحے پر خدا کی یاد محیط تھی۔ پس اگر ہمیں خود علم نہ ہو کہ ہم کیسے ذکر کریں تو وہ مذکر ہمارے سامنے ہے وہ نصیحت کرنے والا اپنی ذات میں ایک زندہ ذکر ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تم میں "ذِکْراً رَسُوْلاً" بھیجا ہے۔ ایسا رسول بھیجا ہے جو مجسّم ذکر ہے اور جس نے ہمیں خدا سے عشق کی ہر راہ بتائی۔ اب یہ ہمارا کام ہے ان راہوں پر چل کر اپنے پیدا کرنے والے سے ویسا ہی عشق کریں جیسا کہ اس کا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمِین اَللّٰھُمَّ آمِین

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

نظم

بشیر احمد شریف احمد اور مُبارکہ کی آمین

(منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

وہ آیا منتظر جس کے تھے دن رات معمّہ کھل گیا روشن ہوئی بات
دکھائیں آسماں نے ساری آیات زمیں نے وقت کی دیدیں شہادات
پھر اس کے بعد کون آئے گا ہیہات خدا سے کچھ ڈرو چھوڑو معادات

خُدا نے اک جہاں کو یہ سنا دی
فَسُبحَانَ الَّذِی اَخزَی الاَعادِی

مسیحِ وقت اَب دُنیا میں آیا خُدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مُبارک وُہ جو اَب ایمان لایا صحابہؓ سے ملا جب مُجھ کو پایا

وُہی مے اُن کو ساقی نے پلا دی
فَسُبحَانَ الَّذِی اَخزَی الاَعادِی

خُدا کا ہم پہ بس لطف و کرم ہے وُہ نعمت کون سی باقی جو کم ہے
زمینِ قادیاں اب محترم ہے ہجُومِ خلق سے ارضِ حرَم ہے
ظہورِ عَون و نصرت دمبدم ہے حَسد سے دشمنوں کی پُشت خم ہے
سُنو اب وقتِ توحیدِ اَتم ہے سِتم اب مائلِ مُلکِ عدم ہے

خُدا نے روک ظلمت کی اُٹھا دی
فَسُبحَانَ الَّذِی اَخزَی الاَعادِی

(از درّ ثمین صفحہ 56-57)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عِشقِ قرآن

(سعیدہ فرحت رانا ۔ مجلس بیت النصر)

قرآں خُدا نما ہے خدا کا کلام ہے　　　　بے اس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت وجود کے ذریعے ہمیں قرآن پاک کی حقیقی عظمت اور اس کے ارفع مقام سے آشنا کیا۔ آپ علیہ السلام نے بنی نوع انسان کے دلوں میں اس کی محبت اجاگر کی اور یہ خوشخبری دی کہ انسان کی بھلائی اور اُخروی نجات صرف قرآن پاک سے وابستہ ہے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ”اِس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے۔ اِس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی، میں کہتا ہوں در حقیقت یہی ایک ہتھیار ہے جو اَب بھی کارگر ہے اور ہمیشہ کارگر ہو گا اور پہلے بھی قرونِ اُولیٰ میں یہی ایک حربہ تھا جو خود حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کے ہاتھ میں تھا۔ مبارکی اور صد ہزار مبارکی ہے اس قوم کو جو اس کو اختیار کرنے اور اِسی یگانہ کتاب کو اپنا مایۂ ایمان قرار دینے میں ذرہ بھی تردّد اور تذبذب میں نہیں پڑی، بڑے جوش اور خوشی کے ساتھ آگے بڑھ کر اس فرقان اور نور کو لبیک کہا“۔ (الحکم ،17 اکتوبر 1900، صفحہ 5) (ماہنامہ انصار اللہ پاکستان، شمارہ اگست 2002)

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً بھی فرمایا کہ آپ علیہ السلام کی بعثت کا مقصد ہے ”یُحْیِ الدِّیْنَ وَ یُقِیْمُ الشَّرِیْعَةَ“۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ 496 روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 590)

یعنی آپ علیہ السلام کے ذریعے سے دین حق پھر اپنی اصل شکل میں ظاہر ہو گا اور پھر دنیا قرآن کی تعلیم پر عمل کرنے میں ہی اپنی نجات سمجھے گی۔ آپ علیہ السلام کی شدید تڑپ تھی کہ لوگ قرآن کی طرف آئیں اور آپ علیہ السلام اس کے لیے دعا بھی کرتے تھے۔

”قرآن شریف کے انوار و برکات اور اس کی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں چنانچہ میں اس وقت اِسی ثبوت کے لیے بھیجا گیا ہوں“۔

(ملفوظات جلد چہارم، نیا ایڈیشن صفحہ 450)(رسالہ انصار اللہ پاکستان، شمارہ اگست 2002)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”تمہارے لیے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اِسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لیے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لیے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم“۔ (ہماری تعلیم صفحہ 8)

قرآن مجید سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس کے بے نظیر معنوی اور ظاہری محاسن کی وجہ سے بے حد عشق تھا۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں　　　　قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کی ایمان افروز روایت ہے کہ:

"ایک دفعہ آنحضرت صلعم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مرزا صاحب ہمارے فرزند ہیں اور جب وہ قرآن پڑھتے ہیں تو میری رُوح تازہ ہو جاتی ہے"۔ (اصحاب احمد۔ جلد چہارم صفحہ 123)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن شریف سے ایک عشق کا تعلق تھا۔ حضور کثرت سے اس کی تلاوت فرماتے اور اس کے مضامین پر غور فرمایا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے خاص فضل و کرم سے آپ علیہ السلام پر اس کے حقائق و معارف کھولے تھے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا:

"یعنی قرآن کی خوبیاں تو ظاہر و عیاں ہیں مگر اس کے ساتھ میری محبت کی اصل بنیاد اس بات پر ہے کہ اے میرے آسمانی آقا! وہ تیری طرف سے آیا ہوا مقدس صحیفہ ہے جسے بار بار چومنے اور اس کے اِرد گرد طواف کرنے کے لیے میرا دل بے چین رہتا ہے"۔

(قادیان کے آریہ اور ہم۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 457)

آپ علیہ السلام کے بڑے فرزند حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی روایت ہے کہ "آپ کے پاس ایک قرآن مجید تھا اس کو پڑھتے اور اس پر نشان کرتے رہتے تھے وہ کہتے ہیں کہ میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ شائد دس ہزار مرتبہ اس کو پڑھا ہو"۔ (حیاتِ طیبہ صفحہ 13)

حضرت مرزا بشیر احمد سیرتِ طیبہ میں لکھتے ہیں:

"ایک صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پالکی میں بیٹھ کر قادیان سے بٹالہ تشریف لے جا رہے تھے اور یہ سفر پالکی کے ذریعہ قریباً پانچ گھنٹے کا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان سے نکلتے ہی اپنی حمائل شریف کھول لی اور سورۃ فاتحہ کو پڑھنا شروع کیا اور برابر پانچ گھنٹے تک اسی سورۃ کو اس استغراق کے ساتھ پڑھتے رہے کہ گویا وہ ایک سمندر ہے جس کی گہرائیوں میں آپ علیہ السلام اپنے ازلی محبوب کی محبت و رحمت کے موتیوں کی تلاش میں غوطے لگا رہے ہیں"۔ (سیرت طیبہ۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب صفحہ 12-11، alislam.org)

چنانچہ آپ علیہ السلام نے "اعجازِ مسیح" میں عربی زبان میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر لکھی اور مخالفین کو پانچ سو روپیہ کا انعامی چیلنج دیا کہ مدّت مقررہ میں اس کا جواب لکھیں اور ساتھ ہی پیشگوئی بھی فرمادی کہ ایسا کوئی نہیں کر سکے گا۔ اور عملاً کوئی بھی مقابل پر تفسیر نہ لکھ سکا اور یہ اَمر آپ علیہ السلام کی صداقت کی ایک روشن دلیل ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ لکھتے ہیں کہ "حضرت والدہ صاحبہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ تمہارے بھائی مبارک احمد مرحوم سے بچپن کی بے پرواہی میں قرآن شریف کی کوئی بے حرمتی ہوگئی۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اتنا غصہ آیا، آپ علیہ السلام کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آپ علیہ السلام نے بڑے غصہ میں مبارک احمد کے شانہ پر ایک طمانچہ مارا جس سے اس کے نازک بدن پر آپ علیہ السلام کی انگلیوں کا نشان اُٹھ آیا اور آپ علیہ السلام نے اس غصّہ کی حالت میں فرمایا کہ اس کو اس وقت میرے سامنے سے لے جاؤ۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مبارک احمد مرحوم ہم سب بھائیوں میں سے عمر میں چھوٹا تھا اور حضرت صاحب کی زندگی میں ہی فوت ہو گیا تھا۔ حضرت صاحب کو اس سے بہت محبت تھی مبارک احمد بہت نیک سیرت بچہ تھا اور وفات کے وقت اس کی عمر صرف کچھ اوپر آٹھ سال کی تھی۔ لیکن حضرت صاحب علیہ السلام نے قرآن شریف کی بے حرمتی دیکھ کر اس کی تادیب ضروری سمجھی۔ (سیرت المہدی جلد اوّل۔ صفحہ 302، نمبر 325)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ سے قبل کی زندگی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں اور یہ ان کی تحقیق کا نچوڑ ہے: ”اس وقت آپ علیہ السلام کے مشاغل بجز عبادتِ الٰہی اور تلاوتِ قرآن مجید اور کچھ نہ تھے۔ آپ علیہ السلام کی یہ عادت تھی کہ عموماً ٹہلتے رہتے اور پڑھتے رہتے۔ دوسرے لوگ جو حقائق سے ناواقف تھے وہ اکثر آپ علیہ السلام کے اس شغل پر ہنسی کرتے۔ قرآن مجید کی تلاوت، اس پر تدبر اور تفکّر کی بہت عادت تھی۔ اس قدر تلاوت قرآن مجید کا شوق اور جوش ظاہر کرتا ہے کہ آپ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کی اس مجید کتاب سے کس قدر محبت اور تعلق تھا اور آپ علیہ السلام کو کلام الٰہی سے کیسی مناسبت اور دلچسپی تھی اور اس کی تلاوت اور پُر غور مطالعہ نے آپ علیہ السلام کے اندر قرآن مجید کی صداقت اور عظمت کے اظہار کے لیے ایک جوش پیدا کر دیا تھا اور خدا تعالیٰ نے علوم قرآنی کا ایک بحرِ ناپیدا کنار آپ علیہ السلام کو بنا دیا تھا۔ جو علمِ کلام آپؑ کو دیا گیا اس کی نظیر پہلوں میں نہیں ملتی غرض ایک تو قرآن مجید کے ساتھ غایت درجہ کی محبت تھی اور اس کی عظمت اور صداقت کے اظہار کے لیے ایک رو بجلی کی طرح آپ علیہ السلام کے اندر دوڑ رہی تھی۔ (حیات احمد۔ صفحہ 136 – 135 الفضل ربوہ 31.01.14)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں شدید خواہش اور تڑپ تھی کہ قرآن مجید کے علوم کی دنیا میں خوب اشاعت ہو اور اس کے حسن و جمال کی روشنی سے دنیا منور ہو۔ چنانچہ اس خواہش کا اظہار حضور علیہ السلام کے اس کلام سے ہوتا ہے:

دردا کہ حسنِ صورت فرقاں عیاں نماند ۔۔۔ آں خود عیاں مگر اثر عارفاں نماند
صد بار رقص ہا کنم از خرمی اگر ۔۔۔ بینم کہ حسن و دلکش فرقاں نہاں نماند
اے بے خبر بخدمت فرقاں کمر بہ بند ۔۔۔ زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ دُعا کرتے رہتے تھے کہ اے اللہ یہ کلام تیرا ہی ہے تُو ہی مجھے سکھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام پر قرآنی علوم کے دروازے کھول دیے۔ آپ علیہ السلام نے قرآن مجید کے وہ حقائق اور معارف بیان فرمائے جو پہلی تفاسیر میں نہیں پائے جاتے اور آپ علیہ السلام نے مخالفوں کو چیلنج دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہی مجھے قرآن مجید سکھایا ہے۔ اگر میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں تو تم قرآن مجید کے معارف بیان کرنے میں مقابلہ کر لو۔ آپ علیہ السلام نے اپنی کتب میں قرآن مجید پر غیروں کے اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں جس سے قرآن مجید اور دینِ حق کا چہرہ درخشندہ ہو کر سامنے آجاتا ہے۔ اسی لیے حضور اقدس نے فرمایا کہ ”قرآن مجید جواہرات کی تھیلی ہے۔ علوم کا خزانہ ہے۔ عالمگیر اور بے مثل کلامِ الٰہی ہے۔ قرآن مجید کی برکات اور تاثیرات ایسی ہیں کہ جن سے پتھر دل بھی پگھل جاتے ہیں اور یہی کلام الٰہی زبردست روحانی انقلاب پیدا کرنے کا موجب ہوا ہے اور آئندہ بھی ہو گا“

یہ تب ہو گا جب ہم حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے اِن مبارک الفاظ کو سرمۂ بصیرت جان کر اپنی آنکھوں میں لگائیں، ان کلمات کو اپنے دل میں اُتاریں، اِس دُرِّ بے بہا سے اپنی روحوں کی زیبائش کا اہتمام کریں اور اپنے آپ کو، اپنی اولادوں کو اور اپنے خاندانوں کو قرآن کے سائے میں لے آئیں کہ زندگی کی کڑی دھوپ میں ایک سایۂ عافیت یہی ہے جو انسان کو دنیا کے جھمیلوں سے آزاد کر کے اپنے خالق و مالک کے قدموں میں لا ڈالتا ہے۔

خدا تعالیٰ ہم سب کو قرآن کریم باترجمہ پڑھنے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نظم

سُنن دار قطنی ہے یہ کہہ رہی
سنو مجھ سے آ کے حدیثِ نبی ﷺ
ہمارے نبی ﷺ کا جو فرمان ہے
ہمارا تو اس پہ ہی ایمان ہے

رسولِ خدا نے یہی تھا کہا
کہ اک مردِ فارس یہاں آئے گا
جو ایماں ثریا پہ بھی جائے گا
زمیں پہ اسے پھر یہ لے آئے گا

تمہارا یہ مہدی ہے ہم میں سے ہی
وہ ہو گا یقیناً مرا اُمتی
مسیحائے دوراں وہ عیسیٰ مثیل
ہے یہ اس کے آنے کی روشن دلیل

وہ آئے گا تو چاند گہنائے گا
اُسے دیکھ سورج بھی چھپ جائے گا
اُسے جا کے تم میرا کہنا سلام
کہ ہو گا وہی آخریں کا امام

حدیث مبارک یہ پوری ہوئی
اُسے آئے بھی اک صدی ہو گئی
وہ آیا تو سورج بھی چُندھیا گیا
اُسے دیکھ کر چاند شرما گیا

زمیں کے یہ پیچھے سمٹنے لگا
تو وہ چاند کی اوٹ میں ہو گیا
دھرو کان گر ہے ذرا بھی وقوف
کہ کہتے ہیں کیا یہ کسوف و خسوف

چلو جلد بڑھ کے اطاعت کرو
مسیح محمد ﷺ کی بیعت کرو
اسے دو پیارے نبی ﷺ کا سلام
یہی تو تھا منشائے خیر الانام

صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلیٰ اِمَامِنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلیٰ مَسِیْحِنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ
صَلِّ عَلیٰ نَبِیِّنَا صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ

(ہے دراز دستِ دعا مرا صفحہ 160 تا 162)

موجودہ دَور کی برائیاں اور پاکیزہ زندگی کا حصول

(سعدیہ جاوید - مجلس نیدرے رومریکے)

آج ہم جس دَور سے گذر رہے ہیں یہ سائنس اور ٹیکنالوجی کا دَور ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی سے انسانوں کو بہت سے فوائد بھی حاصل ہوئے ہیں۔ ان ایجادات سے فائدہ اٹھانا کوئی بری بات نہیں اور نہ ہی ان ایجادات کا معرضِ وجود میں آنا کوئی غلط بات ہے بلکہ قرآن اور احادیث میں ان ایجادات کی پیشگوئی موجود ہے۔ لیکن یہ بات بھی اپنی جگہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ اس ٹیکنالوجی کا غلط طریقے سے استعمال کرنے کی وجہ سے اخلاقی اقدار بھی تیزی سے گر رہی ہیں۔ انٹرنیٹ، آئی پیڈ، سمارٹ فون آئے دن نت نئی چیزیں سامنے آتی ہیں۔ ایک کو استعمال کرنے کا طریقہ سیکھ نہیں پاتے کہ دوسری چیز مارکیٹ میں آجاتی ہے اور لوگ ان چیزوں میں اتنا محو ہوگئے ہیں کہ ارد گرد کا بھی ہوش نہیں رہتا۔ اپنے قیمتی وقت کو بے مقصد مشاغل میں ضائع کررہے ہیں۔

خدا تعالیٰ قرآن کریم میں مومنین کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ۔

ترجمہ: "اور وہ جو لغو سے اعراض کرنے والے ہیں۔" (سُورۃُ الْمُؤمِنُوْن آیت 4)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عقل مند لوگ اپنی قوتوں اور صلاحیّتوں کو بے کار اور بے معنی ضائع نہیں کرتے۔ ہلکی پھلکی تفریح کے لیے کچھ وقت نکال لینا کوئی بری بات نہیں اور نہ ہی اسلام اس سے منع کرتا ہے لیکن اگر اس قسم کی تفریح سے معاشرہ پر بحیثیت مجموعی برے اثرات مرتّب ہوتے ہوں تو پھر یقیناً اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی جائے گی۔ تفریح کا مقصد تو زندگی کی مصروفیات کے باعث پیدا ہونے والے ذہنی دباؤ اور پریشانیوں میں کمی کرنا ہے لیکن اگر تفریح فی ذاتِہٖ ایک مقصد بن جائے تو قرآن کریم کی اصطلاح میں اسے لغو کہا جائے گا جس کے معنی بے کار، فضول اور بے مقصد کام کے ہیں۔ جب تفریح زندگی کے اہم معمولات میں حارج ہو اور اس کے نتیجہ میں وہ قیمتی وقت ضائع ہو جس کا کوئی اور بہتر مصرف ہونا چاہئے تھا تو ایسی تفریح کو بھی عربی لغت کی رُو سے لغو ہی کہا جائے گا۔ (اسلام اور عصر حاضر کے مسائل، صفحہ 131)

اپنا وقت بے کار تفریح کے حوالے کرنے میں اس وقت انٹرنیٹ پر چیٹنگ اور فیس بُک وغیرہ کو ہی لے لیں۔ اس میں ابتداء صرف ایک چھوٹی اور عام سی بات سے ہوتی ہے پھر آہستہ آہستہ گھنٹوں اس بات پر خرچ کر دیے جاتے ہیں یہ جانے بغیر کہ جس سے بات ہو رہی ہے وہ کون ہے اور کس کردار کا ہے، اس سے قطع نظر اپنی ساری معلومات اس کے سپرد کر دی جاتی ہیں۔ ہر موقع کی تصویر اور سارے دن کی مصروفیات کو دنیا کے سامنے رکھ دیا جاتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس بارے میں فرمایا "جب انٹرنیٹ پر دوستوں سے چیٹ کرنے اور اس میں دوسروں کا مذاق اڑانے اور پھکڑ توڑنے ایک دوسرے کے خلاف

کام میں لائیں گی یا لوگوں کے رشتوں میں دراڑیں پیدا کرنے کے کام میں لائیں گی، کسی دوسری عورت کی زندگی اس کے خاوند سے انٹرنیٹ پر گفتگو کر کے برباد کریں گی، ایک دوسرے کی چغلیاں ہو رہی ہوں گی تو یہ ہی کارآمد چیز جو ہے یہ لغویات میں بھی شمار ہو گی اور گناہ بھی بن رہی ہو گی۔" (اوڑھنی والیوں کے لیے پھول، جلد سوم، حصہ دوم، صفحہ 24، احمدی مستورات سے خطابات 2006 – 2007ء فرمودہ حضرت خلیفتہ المسیح الخامس ایدہٗ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ آج صورتِ حال یہ ہے جو برائیاں کہیں خال خال نظر آتی تھیں اور کسی وقت میں انسان اس پر بات کرتے ہوئے بھی حیاء محسوس کرتا تھا آج ان ہی برائیوں کو ان تمام ایجادات کے ذریعہ اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ انسان سمجھتا ہے کہ اصل زندگی اور اس کی لذّت یہ ہی ہے۔ اپنے جسم کو پتوں سے ڈھانپنے والا حیاء دار انسان اتنی اخلاقی پستی میں گرتا جا رہا ہے کہ اسے کم سے کم لباس بھی زیادہ لگتا ہے حالانکہ پاک دامنی اور حیاء کی تعلیم تو ہر مذہب نے دی ہے لیکن آج اس پر عمل کرنا اور اس پر بات کرنا ایک فرسودہ خیال سمجھا جاتا ہے۔

حضرت خلیفتہ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "اسلام جسمانی حُسن کی نمائش کو زیادہ پسند نہیں کرتا کیونکہ اس طرح کئی قسم کی بدیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔" (مشعلِ راہ جلد اوّل، صفحہ 340)

حضرت خلیفتہ المسیح الخامس ایدہٗ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "اسی طرح لغویات میں یہ گندی اور ننگی فلمیں ہیں، گندی اور ننگی کتابیں ہیں، رسالے ہیں، یہ سب اس بہانے سے پھیلائی جاتی ہیں کہ اس زمانے میں جنسی تعلقات کا پتہ لگنا چاہئے تاکہ ان برائیوں سے بچا جا سکے۔ بچتے تو پتہ نہیں یہ ہیں کہ نہیں لیکن ہر سڑک پر ہر گلی کے نکڑ پر ایسے اشتہارات ہیں اخلاق سوز قسم کے، وہ برائیوں میں ضرور معاشرے کو مبتلا کر دیتے ہیں۔ جو چیز فطری ہے جب اس کا وقت آئے گا، خود بخود پتہ چل جائے گا جب اس کا پتہ لگنے کی ضرورت ہے۔ علم کے نام پر اس ذہنی عیاشی سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے۔ اس لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا اپنے تمام اعضاء کو زنا سے بچاؤ۔" (اوڑھنی والیوں کے لئے پھول، جلد سوم، حصہ دوم، صفحہ 23، احمدی مستورات سے خطابات 2006 2007 – ء فرمودہ حضرت خلیفتہ المسیح الخامس ایدہٗ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

موجودہ دَور کی برائیوں میں ایک برائی لوگوں کا نشہ میں مبتلا ہونا بھی ہے جو بظاہر شروع میں غلط صحبت میں بیٹھنے سے صرف چکھنے کی حد سے شروع ہوتی ہے اور بعد میں باقاعدہ ایک نشہ کی صورت اختیار کر جاتی ہے جو صحت تو برباد کرتا ہے ساتھ ہی انسان دیگر ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے قابل نہیں رہتا۔

حضرت خلیفتہ المسیح الخامس ایدہٗ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا "والدین خاص طور پر بچوں پر نظر رکھیں کیونکہ آج کل بچوں کو نشوں کی باقاعدہ پلاننگ کے ذریعے بھی عادت ڈالی جاتی ہے پھر آہستہ آہستہ یہ ہو جاتا ہے کہ بے چارے بچوں کے برے حال ہو جاتے ہیں۔ اپنے کاموں سے بھی گئے، اپنی ملازمتوں سے بھی گئے، اپنے گھروں سے بھی بے گھر ہوئے اور زندگیاں برباد ہوئیں۔ بیویوں بچوں کو بھی مشکل میں ڈالا۔ (الفضل انٹرنیشنل 3 تا 9 ستمبر 2004)

آج کل دوکانوں پر مشینیں پڑی ہوتی ہیں۔ بچے کو جوئے کی عادت ان مشینوں میں پیسے ڈال کر جیتنے اور ہارنے کے عمل سے پڑ جاتی ہے۔ بظاہر تو یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں لیکن پھر یہ ہی بڑی بن جایا کرتی ہیں۔

حضرت خلیفتہ المسیح الخامس ایدہٗ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ میں فرمایا "پھر اس زمانے میں جو ایڈز کی بیماری ہے یہ بھی بہت بڑی تباہی پھیلا رہی ہے۔ ان ملکوں میں بعض برائیاں ایسی ہیں جن سے بچنے کے لیے خاص طور پر نوجوانوں کو کوشش کرنی چاہیے۔ بعض چھوٹی چھوٹی برائیاں ہوتی ہیں، پھر بڑی برائیوں کی شکل اختیار کر لیتی

ہیں اور پھر اگر ان کے بدنتائج اس دنیا میں بھی ظاہر ہو جائیں تو جہاں یہ ایسے لوگوں کے لیے سزا ہے تو وہاں ان کے ماں باپ عزیز رشتہ داروں خاندان کو بھی معاشرے میں شرمسار کرنے والے ہوتے ہیں۔" (خطبہ جمعہ 2007/03/16)

پاکیزگی کا حصول

اب سوال یہ ہے کہ ان سے کیسے بچا جائے جبکہ تقریباً سارا معاشرہ ہی اس کی لپیٹ میں ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ انسان اپنی پیدائش کے مقصد کو بھولتا جا رہا ہے۔ جیسے جیسے انسان مادہ پرست ہوتا جاتا ہے اس کی روحانیت میں کمی آنی شروع ہو جاتی ہے اور اسی مادہ پرستی کی دوڑ کی وجہ سے وہ اپنے پیدا کرنے والے خدا کو بھولتا جا رہا ہے۔ انسان کی پیدائش کا مقصد تو خدا تعالیٰ کی عبادت ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ۔

ترجمہ: "اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔" (سُوْرَةُ الذّٰرِیٰت آیت 57)

خدا تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے تو یقیناً اس کی ذہنی صلاحیتیں اور اس کی طاقتیں اسے دوسری مخلوقات سے الگ کرتی ہیں۔ پس انسان جب اپنی ان خوبیوں کی طرف دیکھتا ہے جو اسے اپنے پیدا کرنے والے کی طرف سے ملی ہیں تو اپنی ان ایجادات پر اسے چاہیے کہ وہ خدا سے قریب ہو، نہ کہ دُور ہو جائے۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ ایک مکمل دین اور کامل کتاب عطا کی ہے۔ اسلام کی تعلیمات سے دُوری، اسلام کی تعلیمات کا علم نہ ہونے اور ان کی حکمت سے نابلد ہونا بھی مسلمانوں کا راہِ راست سے ہٹنے کا موجب ہے۔

خدا تعالیٰ کے ذکر اس کی عبادت اور اس کی یاد سے غافل نہ ہوں۔ اس کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اگر ایسا کریں گے تو خدا تعالیٰ ہمارے میں وہ تبدیلیاں پیدا کرے گا جو ہمیں اور ہماری نسلوں کو پاکیزگی پر قائم رکھنے کا موجب ہوں گی۔ خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق بچوں کے دلوں میں بچپن ہی سے پیدا کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بغیر ہماری زندگی بے فائدہ ہے اور جب یہ روح آپ اپنی اولادوں میں پیدا کر دیں گی تو پھر دیکھیں کہ آپ کی نسلوں کی خود بخود اصلاح ہو جائے گی۔ آپ کو یہ فکر نہیں رہے گی کہ ہماری اولادیں اس معاشرے کے زیرِ اثر برباد ہو رہی ہیں۔" (اوڑھنی والیوں کے لئے پھول، جلد سوم، حصہ دوم، صفحہ 20، احمدی مستورات سے خطابات 2007 – 2006ء فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

ایسی نمازیں ادا کرنے کی کوشش کرنی ہوگی جو فحشاء اور برائیوں سے بچاتی ہیں۔ خلافت سے وفا کا تعلق، خطباتِ جمعہ کا باقاعدگی سے سننا اور حضور انور کے ارشادات پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ خاص طور پر دجّالی فتنوں سے بچنے کی دعا کرنی چاہیے کہ خدا تعالیٰ ہمیں شیطانی حملوں سے بچا کر رکھے۔ اسی طرح پاکیزہ لٹریچر کا پڑھنا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کرنا، جماعتی اور تنظیمی پروگراموں میں شامل ہونا، جماعت سے تعلق بنائے رکھنا، اچھے اور بامقصد تعمیری کاموں میں شامل ہونا، یہ وہ سب باتیں ہیں جو ہمیں بھٹکنے سے بچائے رکھتی ہیں۔ اسی طرح دس شرائطِ بیعت کا مطالعہ کرتے رہنا چاہیے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" میں پاک دامن رہنے کے علاج بتائے ہیں۔ اس کتاب کا مطالعہ بھی ہمیں اس معاشرے کی برائیوں سے بچنے میں مدد دے گا۔ خدا کرے کہ ہمارا تعلق اپنے پیدا کرنے والے ربّ سے اتنا سچا اور خالص ہو جائے کہ دجّالی فتنے ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکیں۔ آمین

وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِیلاً

(طیبہ رضوان ۔ مجلس اُوورے رومرِیکے)

قرآن مجید مالکِ کائنات کی آخری اور مکمل شریعت پر مبنی کتاب ہے جو ہمارے آقا حضور ﷺ پر عربی زبان میں نازل ہوئی جس کا ہر لفظ ربِّ ذوالجلال کا کلام ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو اس کا پڑھنا سکھایا اور پھر آپ ﷺ نے آگے صحابہ رضوان اللہ علیہم کو خود قرآن پڑھنا سکھایا اور اس کی بہت توجہ سے نگرانی کی۔ سورۃ مزمّل میں ارشاد ہوتا ہے وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِیلاً کہ قرآن کو خوب نکھار کر خوش الحانی سے پڑھو۔ ترتیل کے ساتھ پڑھنے سے مراد ہے قرآنی الفاظ کو خوب کھول کر ادا کرنا، ٹھہر ٹھہر کر خوبصورتی کے ساتھ پڑھنا اس طرح کہ ایک ایک حرف کانوں کو واضح طور پر سنائی دے اور قرآن کے صوتی حسن و جمال اور نغمگی کو قائم رکھنا۔ آنحضور ﷺ نے تو اس حکم پر بدرجہ اتم عمل کیا۔ آپ ﷺ نہایت عمدگی اور خوبصورتی کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی تلاوت میں نہایت نرمی اور ملائمت تھی اور اس کے ساتھ درد اور سوز و گداز ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حضور ﷺ کا اُسوہ ہمارے لیے مشعل راہ ہے اور ہمیں اسی کی پیروی کا حکم ہے۔ ہم سب کے لیے ضروری ہے کہ صحت تلفّظ، روانی اور جس حد تک ہو سکے خوش الحانی سے قرآن کریم کی تلاوت کریں۔ قرآن کریم کی عبارت میں خود ایسا ترنّم، صوتی حسن اور نغمگی ہے کہ ایک عام پڑھنے والا بھی اگر محبت اور لگن کے ساتھ تلاوت کرے تو اس کی آواز میں ترنّم اور خوبصورتی پیدا کر دے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ”زَیِّنُوْا الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِکُمْ“ کہ ”قرآن کو اپنی خوب صورت آوازوں کے ذریعے مزیّن کرو“۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب استحباب الترتیل فی القراءۃ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی آنحضور ﷺ کے اِس اُسوہ کے اپنانے کی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:
”آنحضرت ﷺ نے خوش الحانی سے قرآن سنا تھا اور اس پر روئے بھی تھے۔ ہمیں خود خواہش رہتی ہے کہ کوئی خوش الحان حافظ ہو تو قرآن

سنیں۔ آنحضرت ﷺ نے ہر کام کا نمونہ دکھلایا ہے وہ ہمیں کرنا چاہیے۔ سچے مومن کے واسطے کافی ہے کہ دیکھ لیوے کہ یہ کام حضور ﷺ نے کیا ہے کہ نہیں۔ اگر نہیں کیا تو کیا کرنے کا حکم دیا ہے یا نہیں؟" (ملفوظات جلد سوم صفحہ 162)

اللہ تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت اُمّتِ مسلمہ میں ہر زمانہ میں ایسے نیک اور برگزیدہ علماء پیدا ہوتے رہے ہیں جنہوں نے اپنی زندگیاں قرآن کی خدمت کے لیے وقف کر دیں، قرآن مجید کو پڑھنے کے لیے قواعد وضع کیے، قرآنی عبارت کو عوام الناس کے لیے آسان بنانے کی خاطر اعراب لگوائے۔ اس طرح عربی نہ جاننے والوں کے لیے اس کی عبارت کو مفہوم کے مطابق پڑھنے کی سہولت پیدا کی اور یوں اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق اس کی لفظی اور معنوی حفاظت ہر زمانے میں ہوتی رہی اور قیامت تک ہوتی رہے گی۔

ہم میں سے اکثر اردو لہجے میں بچپن میں قرآن پاک پڑھ چکے ہیں اور شاید عربی طرز پر قرآن کو پڑھنا بعض کے خیال میں مشکل ہو۔ مگر صرف اس مفروضے کی بناء پر بغیر کوشش کیے اس بابرکت کام سے نہیں رکنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ انسان کی طاقت سے بڑھ کر اس پر بوجھ نہیں ڈالتا اور ہر ایک انسان کی صلاحیتوں اور استعدادوں میں فرق ہے۔ ہر ایک کی استعداد کی حد ہی اس کی نیکی کا معیار ہے اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر ہر انسان کی استعداد کو جانتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہمیں حکم ہے کہ تمام احکام میں، اخلاق میں، عبادات میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کریں پس اگر ہماری فطرت کو وہ قوّتیں نہ دی جاتیں جو آنحضرت ﷺ کے تمام کمالات کو ظلّی طور پر حاصل کر سکتیں تو یہ حکم ہمیں ہرگز نہ ہوتا کہ اس بزرگ نبی کی پیروی کرو کیونکہ خدا تعالیٰ فوق الطاقت کوئی تکلیف نہیں دیتا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا۔ (البقرہ آیت 286)

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 156)

ضرورت اس امر کی ہے کہ ترتیل کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اپنی زیادہ سے زیادہ توفیق کے مطابق سیکھنے کی کوشش کی جائے اور اس کام کے لیے کسی ماہر استاد سے مدد لی جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"قرآن تمہارا محتاج نہیں، پر تم محتاج ہو کہ قرآن کو پڑھو، سمجھو اور سیکھو۔ جبکہ دنیا کے معمولی کاموں کے لیے تم استاد پکڑتے ہو تو قرآن شریف کے واسطے استاد کی کیوں ضرورت نہیں، بہر حال معلّم کی ضرورت ہے"۔ (alislam.org محاسن متن قرآن اور آداب تلاوت)

اُمتِ مسلمہ میں قرآن مجید کو صحیح طور پر پڑھنے اور عمدہ طور پر تلاوت کرنے کے لیے ایک خاص علم ایجاد ہوا جسے علمِ تجوید کہا جاتا ہے۔ تجوید کے لغوی معنی تحسین یعنی کسی چیز کو عمدہ اور خوبصورت بنانے کے ہیں۔ اصطلاحی معنی قرآنی حروف کو ان کی صفات اور مخارج کے ساتھ ادا کرنے کے ہیں۔ علمِ تجوید بنیادی طور پر حروفِ تہجی سے متعلق ہے جس کے آگے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ کسی حرف کا مخرج کیا ہے یعنی وہ منہ کے کس حصے سے ادا ہوتا ہے اور دوسرے یہ کہ حرف کی کیفیت ادا کیا ہے۔ یعنی حرف کو موٹا ادا کرنا ہے یا باریک، نرمی سے ادا کرنا ہے یا مضبوطی سے۔ حروفِ تہجی کی

درست ادائیگی اس لیے ضروری ہے کہ قرآن مجید پڑھنے میں بڑی غلطیاں مخارج اور صفات کے ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے ہوتی ہیں اور اس طرح لفظوں کے معنے بدل جاتے ہیں۔ اس کے لیے ایک استاد کے ساتھ مشق کرنے کی ضرورت ہے۔ دوسرے قواعد اور اصول کا تعلق قرأت کو خوبصورت بنانے اور قرآنی عبارت کی نغمگی اور صوتی حسن کو اپنی تلاوت میں اپنانے کے لیے ہیں۔ ایک عام انسان کے لیے تجوید کو عملی طور پر اپنانا ضروری ہے۔ یعنی اس کو بہت زیادہ اصطلاحات میں نہیں الجھانا چاہیے۔ البتہ تجوید کے اصول کے مطابق (استاد کے ساتھ مشق کر کے) تلاوت کرنا ضروری ہے۔ اساتذہ کو البتہ اصطلاحات کا علم ہونا ایک حد تک ضروری ہے۔ نئے سیکھنے والوں کے لیے محنت، خلوصِ نیّت اور مشق شرط ہے۔ مشق سے آہستہ آہستہ بظاہر مشکل الفاظ اور حروف بھی آسانی سے ادا ہونے لگ جاتے ہیں اور زبان اور حلق کے وہ حصّے جو استعمال نہ ہونے کی وجہ سے بیکار پڑے تھے کام کرنے لگتے ہیں۔ دنیا کے کسی بھی خطّے سے تعلق رکھنے والا انسان اپنے بولنے کے قویٰ اور اعضا کی مشق کے ذریعے قرآن مجید کو بہترین طور پر پڑھنے کی صلاحیت حاصل کر سکتا ہے کیونکہ دینِ اسلام لوگوں کو مشکل میں نہیں ڈالتا اس لیے انتہائی بوڑھے لوگ اور بہت کم صلاحیّت رکھنے والا نوجوان طبقہ اپنی صلاحیّت کے مطابق اسے پڑھ سکتا ہے۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے فرمایا: "قرآن پڑھنے میں مہارت رکھنے والا معزّز اور نیکوکار فرشتوں کی معیت میں ہوگا۔ اور جو شخص قرآن اٹک اٹک کر پڑھتا ہے (جب کہ اسے تو تلاپن لاحق ہو) اور اس میں دقّت اٹھاتا ہے تو اس کے لیے دوگنا اجر مقدر ہوگا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ شخص جو قرآن پڑھتا ہے حالانکہ پڑھنا اس کے لیے سخت مشکل ہو اس کے لیے دو اجر ہیں۔" (صحیح البخاری: حدیث 4937، صحیح المسلم: حدیث 798)

چنانچہ روایت ہے کہ ایک مجلس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے عرض کی کہ حضور میرے واسطے دعا کی جاوے کہ میری زبان قرآن شریف اچھی طرح ادا کرنے لگے۔ قرآن شریف ادا کرنے کے قابل نہیں اور چلتی نہیں، میری زبان کھل جاوے۔ فرمایا: "تم صبر سے قرآن شریف پڑھتے جاؤ اللہ تعالیٰ تمہاری زبان کو کھول دے گا۔ قرآن شریف میں ایک برکت ہے کہ اس سے انسان کا ذہن صاف ہوتا ہے اور زبان کھل جاتی ہے بلکہ اطبّاء بھی اس بیماری کا اکثر یہ علاج بتایا کرتے ہیں۔" (ملفوظات جلد سوم ص 105)

ترتیل کا اصل مقصد اللہ کے کلام میں ڈوب کر اس کے مطالب و معانی کو سمجھتے ہوئے اس سے فائدہ اور لطف اٹھانا ہے۔ اس کلام کی کیفیات کو اپنے وجود پر محسوس کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا ذکر آئے تو انسان کا دل شکر کے جذبات سے لبریز ہو، تبشیر یا انذار ہو تو اس کے فضل کی امید یا ناراضگی کا خوف دامن گیر ہو۔ تلاوت کی یہ کیفیت حاصل ہو جائے تو عرفانِ الٰہی کے نور سے انسان کا دل منوّر ہو جاتا ہے اور تلاوت کا صحیح حق ادا ہوتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰہُمُ الۡکِتٰبَ یَتۡلُوۡنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ ؕ اُولٰٓئِکَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِہٖ ؕ وَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ۔ (البقرۃ: 122)

" یعنی وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی درآنحالیکہ وہ اس کی ایسی ہی تلاوت کرتے ہیں جیسا کہ اس کی تلاوت کا حق ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو (درحقیقت) اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور جو کوئی بھی اس کا انکار کرے پس وہی ہیں جو گھاٹا پانے والے ہیں۔ "

پس ہم پر لازم ہے کہ جہاں ہم دنیاوی علوم سیکھتے ہیں، ان کے لیے سال ہا سال محنت کرتے ہیں وہاں کلام اللہ کو بھی اہتمام سے سیکھیں اور آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کو یاد رکھیں کہ تم میں سے بہترین وہ ہے جو خود قرآن سیکھتا اور دوسروں کو سکھاتا ہے۔ شروع میں ہر نیا کام سیکھنا

مشکل لگتا ہے مگر شوق اور لگن کے ساتھ مسلسل محنت ہو تو انسان اپنے مقصد کو پا لیتا ہے۔ انسان کا کام کوشش کرنا ہے۔ تھکنا اور مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ خلوصِ نیت کے ساتھ اللہ سے دعا کرتے ہوئے اس کام کا آغاز کریں۔ ذیل میں دی گئی حضرت موسیٰ کی یہ دعا دیگر امور کے علاوہ قرآن کریم سیکھنے کے لیے بھی بہت ہی مفید پائی گئی ہے۔ اس کے پڑھنے سے طبیعت کا کسل دور ہو جاتا ہے، انشراحِ صدر حاصل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت آسانی پیدا کرتا ہے اور قرآن کریم کی خاص محبت عطا ہوتی ہے۔ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ۔ وَيَسِّرْ لِيْ اَمْرِيْ۔ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ۔ (سورۃ طٰہٰ، آیت 25 تا 28)

اے میرے رب میرا سینہ میرے لیے کشادہ کر دے اور میرا معاملہ مجھ پر آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول دے تا کہ وہ (لوگ) میری بات سمجھ سکیں۔

ہم پر یہ ذمہ داری اس لحاظ سے بھی عائد ہوتی ہے کہ انشاءاللہ جب دوسری قوموں سے لوگ احمدیت میں داخل ہوں گے تو ہم اور ہماری نسلیں اس قابل ہوں کہ ہم ان کو قرآن کریم کی تعلیم دے سکیں۔ جو لوگ ترتیل سیکھ چکے ہیں انہیں ترجمہ کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ اور نئے سیکھنے والے بچوں کو خاص طور پر عربی تلفّظ سے ہی قرآن کریم پڑھانا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تلاوت کا یہ معیار حاصل کرنے کی سعی کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری نسلوں میں بھی بہترین قرآن پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے والے پیدا ہوتے رہیں۔ آمین

قرآں کتابِ رحماں، سکھلائے راہِ عرفاں

جو اس کے پڑھنے والے ان پر خدا کے فیضاں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”خدا نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہیے۔ وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے۔ انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدم صدق نہیں رکھتا۔ دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے۔“ (رسالہ الوصیت صفحہ 12 – 13)

ثمراتِ تحریکِ جدید و وقفِ جدید

(سیّدہ بشریٰ خالد۔ مجلس فولو)

تحریک جدید اور وقف جدید وہ تحریکات ہیں جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اللہ کی تائید و نصرت کے ساتھ جاری فرمائیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور احسان سے آج اس وقت دنیا میں جماعت احمدیہ ہی وہ واحد جماعت ہے جو مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنْفِقُوْنَ کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے ان تحریکات میں بڑھ چڑھ کر قربانی کی توفیق پا رہی ہے۔ آج دنیا میں احمدی ہی ہیں جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا ادراک پاتے ہیں اور اس فیض سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ پس خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کی توفیق پا رہے ہیں۔ کیا افریقہ، کیا امریکہ، کیا ایشیاء اور کیا یورپ میں بسنے والے، سب ایک ہی جذبے سے سرشار ہو کر خدا اور خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے فَاسْتَبِقُوْا الْخَیْرَات کا نمونہ بن رہے ہیں۔ آیئے اس کی چند جھلکیاں اپنے پیارے آقا کی زبانی پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس چھاؤں چھاؤں شخص کی عمر دراز کرے اور ہمیں بھی ان قربانیوں میں مزید آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خدا تعالیٰ نے میرا چندہ قبول کر لیا

کیمرون افریقہ کا ایک ملک ہے۔ وہاں کے مبلغ انچارج کہتے ہیں کہ وہاں کے ایک معلّم ابو بکر صاحب ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ایک احمدی نے جو پچھلے سال بیروزگار تھے۔ عبد اللہ ان کا نام ہے اور اتنے برے حالات تھے کہ اپنی فیملی کو سنبھالنا بھی ان کے لیے مشکل تھا۔ ان حالات میں وہ ایک دن نماز جمعہ پہ آئے۔ نماز جمعہ کے بعد جب سیکرٹری صاحب نے تحریک جدید کے لیے اعلان کیا تو عبد اللہ صاحب کے پاس جیب میں دس ہزار فرانک سیفا تھے۔ انہوں نے اعلان سنتے ہی ساری رقم تحریک جدید کے لیے دے دی۔ کچھ دنوں کے بعد دوبارہ سینٹر میں آئے تو کہنے لگے کہ خدا تعالیٰ نے میرا چندہ قبول کر لیا اور ایک ہفتے کے اندر ایک پرائیویٹ کمپنی نے مجھے کام دیا ہے اور میری تنخواہ ایک لاکھ فرانک سیفا مقرر ہوئی ہے جو میرے چندے سے دس گنا زیادہ ہے اور ہر ماہ مجھے ملے گی۔ یہ خدا تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ کہتے ہیں کہ اس لیے اب میں پہلے ماہ کی تنخواہ بھی جماعت کو چندہ میں دیتا ہوں۔ (خطبہ جمعہ، الفضل انٹر نیشنل 24.11.2017)

برکتوں کے دروازے کھل گئے

اسی طرح تنزانیہ کے امیر صاحب نے لکھا کہ ایک نومبائع عبید کُوئی صاحب بیان کرتے ہیں کہ راج گیری میرا پیشہ ہے اور عرصہ پانچ مہینے سے کوئی خاص کام نہیں مل رہا تھا۔ بڑے مشکل حالات تھے۔ بیوی بچے بھی مشکل سے رہ رہے تھے۔ بڑا مشکل سے گزارہ ہو رہا تھا۔ ایک دن معلّم نے چندہ کی تحریک کی۔ کہتے ہیں اس وقت مجھے اور زیادہ پریشانی ہوئی کیونکہ جو رقم میرے پاس تھی وہ صرف اتنی تھی کہ اس دن کے لیے بیوی بچوں کا بندوبست ہو سکتا تھا۔ جب معلّم صاحب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربانی کرنے سے اللہ تعالیٰ برکت ڈالتا ہے تو مَیں نے فیصلہ کیا کہ یہ رقم چندے میں دے دیتا ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا اور اس کے بعد مجھے خیال آیا کہ آج میرے بچے کیا کھائیں گے؟ میں یہی سوچ رہا تھا اور ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی

کہ مجھے یہ پیغام ملا کہ کہیں پر تعمیر کا کام ہو رہا ہے میں فوراً وہاں جا کر پیمائش وغیرہ کر لوں۔ اس کے ساتھ ہی مجھے اجرت کے طور پر ایڈوانس میں کچھ رقم بھی دی گئی۔ میں بڑا حیران ہوا کہ پانچ ماہ سے میں مشکل سے دوچار تھا اور جونہی اللہ کی راہ میں دیا اس کی طرف سے برکتوں کے دروازے کھل گئے۔ چنانچہ اس دن سے جب سے میں نے اللہ کی راہ میں دیا میرے حالات اب بدل گئے ہیں۔ اب کبھی میں چندہ دینا ترک نہیں کروں گا۔ (خطبہ جمعہ الفضل انٹرنیشنل 24.11.2017)

تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ

جرمنی کے نیشنل سیکرٹری تحریکِ جدید لکھتے ہیں کہ یہاں ایک جماعت Hanau میں تحریکِ جدید کے حوالے سے ایک سیمینار منعقد کیا گیا۔ سیمینار ختم ہوتے ہی ایک دوست اپنی بیگم کا زیور لے کر دفتر تحریکِ جدید آ گئے۔ انہوں نے بتایا کہ سیمینار ختم ہونے کے بعد ہم واپس گھر جا رہے تھے تو میں نے اپنی بیگم سے کہا کہ میں نے تو اپنا وعدہ لکھوا دیا ہے۔ کیا تم نے بھی کوئی وعدہ لکھوایا ہے؟ اس پر وہ کہنے لگی کہ میں نے قرآن کریم کی تعلیم لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ کے مطابق قربانی پیش کی ہے۔ چنانچہ ان کی اہلیہ نے اپنی شادی کا زیور تحریکِ جدید میں دے دیا۔ (خطبہ جمعہ الفضل انٹرنیشنل 27.11.2016)

احمدی عورت کی قربانی

جرمنی کے سیکرٹری تحریکِ جدید نے لکھا کہ ایک احمدی خاتون ہیں جنہوں نے اپنا نام نہیں ظاہر کیا۔ تحریکِ جدید دفتر میں آئیں اور اپنا سارا زیور تحریکِ جدید میں پیش کر دیا اور زیور اتنا تھا کہ سارا میز زیور سے بھر گیا، سونے کے ہار، انگوٹھیاں، چوڑیاں، کافی تعداد میں یہ چیزیں تھیں۔ لیکن انہوں نے کہا کہ میرا نام نہیں ظاہر کرنا تا کہ میری قربانی صرف خدا تعالیٰ کی خاطر ہو۔ زیور عورت کی کمزوری ہے لیکن احمدی عورتیں ہیں جو یہ قربانیاں کرتی ہیں۔ (خطبہ جمعہ الفضل انٹرنیشنل 02.12.2016)

تمہیں کس طرح پتہ؟

کینیڈا کی ایک خاتون کہتی ہیں کہ میرا وعدہ ایک ہزار ڈالر کا تھا۔ پیسے نہیں تھے۔ شام کو میرے خاوند کا فون آیا کہ فلاں شخص نے پیسے دیئے ہیں، چیک دیا ہے۔ تو میں نے کہا کہ ایک ہزار ڈالر کا چیک ہو گا۔ اس نے کہا تمہیں کس طرح پتہ ہے؟ میں نے کہا کہ اس لیے مجھے فکر تھی کہ میں نے تحریک جدید کا چندہ ادا کرنا تھا اور ایک ہزار ڈالر ادا کرنا تھا اور مجھے خیال ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ انتظام کیا ہے تو اتنی ہی رقم ہو گی۔ (خطبہ جمعہ الفضل انٹرنیشنل 02.12.2016)

مالی حالات پہلے سے بہتر ہو گئے

رشیا کے ایک دوست لینار صاحب کہتے ہیں کہ ان کے حالات کافی خراب تھے۔ کرائے کے فلیٹ میں رہتے تھے۔ کئی مالی مشکلات میں گھرے ہوئے تھے لیکن اپنے لازمی چندے اور تحریکِ جدید کا چندہ اپنی توفیق کے مطابق ادا کر رہے تھے۔ یہ دوست کہتے ہیں کہ چندے کی برکت سے میری بیوی کو میڈیکل کالج ختم ہونے کے بعد حکومت کی نوکری مل گئی اور حکومت نے بچوں کی رہائش کے لیے قرض بھی فراہم کر دیا۔ اب مالی حالات پہلے سے بہت بہتر ہو گئے ہیں اور اللہ کے فضل سے ہمارے پاس دو گاڑیاں بھی آ گئی ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل اور چندہ ادا کرنے کا نتیجہ ہے۔ (خطبہ جمعہ الفضل انٹرنیشنل 02.12.2016)

انڈے بیچ ڈالے

تنزانیہ کے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک گاؤں کی رہنے والی ایک نو مبائع خاتون نے صرف ایک ماہ پہلے بیعت کی تھی۔ ان کو جب وقفِ جدید کی برکات کے بارے میں بتایا گیا تو کہنے لگیں کہ اس وقت میرے پاس رقم تو نہیں ہے لیکن چونکہ چندہ کی ادائیگی کا سال ختم ہو

رہا ہے میں چندے کی برکت سے محروم نہیں ہونا چاہتی، تھوڑا سا انتظار کریں۔ چنانچہ وہ اپنے گھر گئیں، گھر میں انڈے پڑے ہوئے تھے۔ وہاں سے انڈے لیے، وہ جا کے بازار میں بیچے اور دو ہزار شلنگ ان کی قیمت وصول ہوئی۔ وہ آ کے چندہ وقفِ جدید میں دے گئیں۔ اب یہ صرف ایک مہینہ پہلے احمدی ہوئیں اور ان کو یہ احساس ہوا کہ چندہ دینا ضروری ہے۔ (خطبہ جمعہ الفضل انٹر نیشنل 29.01.2016)

اب سمجھ آئی

گیمبیا کی ایک خاتون ہیں انہوں نے دو سال پہلے بیعت کی تھی۔ ان کی شادی کو دس سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ گزشتہ سال جب وقفِ جدید کے چندہ کی تحریک کی گئی تو انہوں نے اپنی استعداد کے مطابق چندہ ادا کیا اور پھر مجھے بھی دعا کے لیے لکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور موصوفہ کو اللہ تعالیٰ نے اب دو جڑواں بچوں سے نوازا ہے اور کہتی ہیں کہ مجھے اب سمجھ آئی کہ چندے کی برکات کیا ہیں۔

(خطبہ جمعہ الفضل انٹر نیشنل 29.01.2016)

دو سو کرونر زائد

ناروے کے امیر صاحب نے لکھا ہے کہ ایک نارویجن نومبائع خاتون ہیں۔ انہیں جب تحریک کی گئی تو فوری طور پہ دو سو کرونر ادا کر دیئے اور کچھ دن کے بعد موصوفہ نے بتایا کہ جس دن میں نے چندہ ادا کیا تھا اس سے اگلے روز ہی میرے باس نے مجھے بلا کر میری تنخواہ میں دو سو کرون کا اضافہ کر دیا حالانکہ میں نے کسی قسم کا کوئی مطالبہ نہیں کیا تھا۔ کہتی ہیں میں نے ایک دفعہ دو سو کرونر دیئے تھے اور اب مجھے ہر ماہ دو سو کرونر زائد مل رہے ہیں۔ (خطبہ جمعہ الفضل انٹر نیشنل 29.01.2016)

وعدہ تو دینا ہی دینا ہے

فرانس کے امیر صاحب کہتے ہیں کہ ایک احمدی دوست کو جب چندہ وقفِ جدید کے بارے میں بتایا گیا تو کہتے ہیں کہ میرے پاس اس وقت جو بھی رقم تھی وہ ساری چندے میں دے دی۔ گھر والوں نے کہا کچھ تو رکھ لو، گھر کا خرچ کیسے چلے گا؟ کہتے ہیں میں نے کہا کہ وقفِ جدید کے چندہ کا میں نے وعدہ کیا ہوا ہے یہ تو میں نے دینا ہی دینا ہے، گھر کا اللہ تعالیٰ خود ہی انتظام کرے گا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اگلے ماہ حکومت کے صحت کے ادارے کی طرف سے انہیں خط موصول ہوا کہ آپ کی میڈیکل کی رپورٹ دیکھتے ہوئے ہم نے آپ کو دو سال کا خرچ دینے کا فیصلہ کیا ہے اور اس سلسلے میں تین ماہ کی ادائیگی بھی ساتھ ہی ارسال کر دی۔ جب اس رقم کو دیکھا تو یہ اس رقم سے سو گنا زیادہ تھی جو انہوں نے وقف جدید میں دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و رحمت سے مالی قربانی کا پھل ایک ماہ کے اندر عطا کر دیا۔ (خطبہ جمعہ الفضل انٹر نیشنل 30.01.2015)

ابھی ملنا چاہتی ہوں

کرغزستان کی ایک نومبائع خاتون جلدز صاحبہ ہیں۔ بہت مخلص ہیں۔ ان کو بیعت کیے ہوئے ایک سال ہوا ہے لیکن اس عرصے میں انہوں نے چندہ نہیں دیا تھا۔ جب ان کو چندے کے بارے میں بتایا گیا، اس کی اہمیت واضح کی گئی اور بتایا کہ کون کون سے چندے لازمی ہیں، کون کون سے اپنی مرضی سے آپ نے دینے ہیں۔ جب ان کو مسجد میں تحریک کی جا رہی تھی تو فوراً وہاں سے اٹھ کر گئیں اور اگلے دن صدر صاحب کو کہا کہ میں آپ سے ابھی ملنا چاہتی ہوں تو صدر صاحب نے کہا کہ میں ابھی کہیں کام جا رہا ہوں لیکن انہوں نے کہا کہ نہیں مجھے فوراً ملنا ہے۔ چنانچہ وہ آئیں اور پندرہ ہزار کرغزم ان کو چندہ دے دیا۔ صدر صاحب نے پوچھا کہ اتنی بڑی رقم۔ انہوں نے کہا میں نے پورا حساب کیا ہے اور میری سال کی آمد پر یہ چندہ بنتا ہے اور اس میں مختلف تحریکات کا چندہ بھی ہے۔ تو یہ ہیں ان لوگوں کے

اخلاص ووفا کے قصے جو نئے احمدی ہو رہے ہیں۔ (خطبہ جمعہ الفضل انٹر نیشنل 27.01.2012)

یہ وہ چند قطرے سمندر سے چنے ہیں جنہیں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہٗ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وقت کی مناسبت سے بیان فرمایا۔ اگر ہم اپنا جائزہ لیں تو ہر ایک کو اپنے گھروں میں یہ برکات نظر آئیں گی جو تحریکِ جدید اور وقفِ جدید کی قربانیوں سے حاصل ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مزید قربانیوں کی توفیق عطا کرے اور ہم سب کو اپنے خاص فضل سے ان پیاروں میں شامل کرے جو اللہ سے راضی اور اللہ ان سے راضی ہو۔ آمین

تین بنیادی عادات

”بچوں میں تین بنیادی عادات پیدا کر دی جائیں جن کے نتیجہ میں محنت کی عادت، سچ کی عادت اور نماز کی عادت ان میں پیدا ہو جائے گی۔ اگر یہ تین عادتیں ان میں پیدا کر دی جائیں تو یقیناً جوانی میں ایسے بچے بہت کارآمد اور مفید ثابت ہو سکتے ہیں۔ پس بچوں میں محنت کی عادت پیدا کی جائے، سچ بولنے کی عادت پیدا کی جائے اور نمازوں کی باقاعدگی کی عادت پیدا کی جائے۔ نماز کے بغیر اسلام کوئی چیز نہیں۔ اگر قوم چاہتی ہے کہ وہ اپنی آئندہ نسلوں میں اسلامی روح قائم رکھے تو اس کا فرض ہے کہ اپنی قوم کے ہر بچہ کو نماز کی عادت ڈالیں۔“

(خطبہ جمعہ 15 اپریل 1938)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

”جس طرح بہت دھوپ کے ساتھ آسمان پر بادل جمع ہو جاتے ہیں اور بارش کا وقت آ جاتا ہے۔ ایسا ہی انسان کی دعائیں ایک حرارت ایمانی پیدا کرتی ہیں اور پھر کام بن جاتا ہے۔ نماز وہ ہے جس میں سوزش اور گداز کے ساتھ اور آداب کے ساتھ انسان خدا کے حضور میں کھڑا ہوتا ہے۔ جب انسان بندہ ہو کر لاپرواہی کرتا ہے تو خدا کی ذات بھی غنی ہے۔ ہر ایک امّت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے۔“

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 292)

دھنک کے رنگ آپ کے سنگ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"دُعا دو قسم کی ہے: ایک تو معمولی طور سے، دوم وہ جب انسان اسے انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ پس یہی دعا حقیقی معنوں میں دعا کہلاتی ہے۔ انسان کو چاہیے کہ کسی مشکل پڑنے کے بغیر بھی دعا کرتا رہے کیونکہ اسے کیا معلوم کہ خدا تعالیٰ کے کیا ارادے ہیں اور کل کیا ہونے والا ہے۔ پس پہلے سے دعا کرو تا بچائے جاؤ۔ بعض وقت بلا اس طور پر آتی ہے کہ انسان دعا کی مہلت ہی نہیں پاتا، پس پہلے اگر دعا کر رکھی ہو تو اس آڑے وقت میں کام آتی ہے۔"

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 443)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"دماغی حیثیت سے ہمارے دماغ اچھے ہیں اور ایسا ہی عورتوں کے دماغوں کی حالت ہے۔ پس اس افسوس کے بعد کہ ہماری عورتوں کی تعلیم و تربیت کے انتظام میں بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے میں اپنی جماعت کی عورتوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنی کمزوریوں کے خیال کو چھوڑ کر دینی اور دنیاوی تعلیم میں کوشش کریں۔ وہ یاد رکھیں کہ محض جوش کام نہیں آتے جب تک اس کے ساتھ علم و ہنر نہ ہو۔ میں جانتا ہوں کہ تم میں سے بہتوں کے دلوں میں جوش ہے کہ وہ خدمتِ دین کریں۔ مگر یہ جوش اس وقت کام آئے گا جب تعلیم و تربیت کے ساتھ ہو۔ اگر تعلیم و تربیت نہ ہو تو کوئی نتیجہ پیدا نہ ہو گا۔ پس اگر تم چاہتی ہو کہ کوئی کام کریں تو علم حاصل کرو اور سیکھنے کی کوشش کرو۔ علم تمہیں وہ قابلیت عطا کرے گا جو تم کام کرنے کے طریق سے واقف ہو جاؤ گی۔"

(الفضل 5 فروری 1965ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ کی رحمت کے بہت سے دروازوں میں سے ایک رحمت کا دروازہ جو ہم پر کھولا گیا ہے وہ وقف جدید کا دروازہ ہے۔ اس نظام کے ذریعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ہمارے لیے نیکیاں کرنے اور رحمتیں کمانے کا سامان پیدا کر دیا ہے۔"

(الفضل 4 جنوری 1967ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ناصرات اور واقفات کی کلاس

(از شعبہ واقفات نو)

1. ایک بچی نے سوال کیا کہ حضرت محمد ﷺ کے خلفاء کے نام میں رضی اللہ عنہ آتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تیسرے اور چوتھے خلفاء کے ساتھ رحمہ اللہ آتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

حضور انور ایدہ للہ تعالیٰ بنصر العزیز نے فرمایا: جو (رفقاء) ہوتے ہیں نبی کو اس کی زندگی میں ماننے والے اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے ان کی وفات پر ان کے نام کے ساتھ (اللہ ان سے راضی ہو) آتا ہے جب کے بعد میں آنے والوں کے ساتھ رحمہ اللہ، یعنی اللہ ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ فرق صرف زندگی میں ماننے والے اور بعد میں ماننے والوں کا ہے، یہ ایک طریق ہے، ویسے تو سعودی شہزادے جب مرتے ہیں تو ان کے ناموں کے ساتھ بھی رضی اللہ عنہ لگا دیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے باقی دو خلفاء (رفیق) نہیں تھے انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں دیکھا اس لیے ان کے نام کے ساتھ رحمہ اللہ لگایا جاتا ہے۔ یہ ایک طریق چلا آرہا ہے لیکن اگر کہہ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

.2 ایک بچے نے سوال کیا قرآن کریم نے Big Bang Theory کے بارہ میں کیا فرمایا ہے؟

حضور انور ایداللہ تعالیٰ بنصر العزیز نے جواب دیتے ہوئے فرمایا: کہ صرف قرآن کریم نے ہی اس بارہ میں ذکر فرمایا ہے جب کہ کسی اور مذہبی کتاب نے اس بارہ میں کچھ نہیں بتایا یہ ساری کائنات بند تھی، کس طرح کائنات کو پھاڑا گیا جس سے زمین وجود میں آئی Big Bang اور Black Hole کے بارہ میں صرف قرآن کریم نے ہی بتایا ہے۔

.3 ایک بچی نے سوال کیا کہ چھوٹے بچوں کے سر کے بال کیوں منڈواتے ہیں؟

حضور انور ایداللہ تعالیٰ بنصر العزیز نے فرمایا: کہ یہ سنت ہے، بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کا عقیقہ کرواتے ہیں، لڑکی کے لیے ایک بکرا اور لڑکے کے لیے دو بکرے ذبح کرتے ہیں، یہ صدقہ نہیں ہوتا آپ خود بھی کھا سکتے ہیں، بال کٹواتے ہیں اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ میں دیتے ہیں۔ بچے کی عمر، صحت اور زندگی کے بابرکت ہونے کے لیے عقیقہ کیا جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ہمیں کرکے دکھایا کہ اس طرح کرنا چاہیے، اس لیے کرتے ہیں۔

.4 ایک بچی نے کہا کہ وہ یہاں teaching کر رہی ہے، ایک کالج میں پڑھتی ہے، کیا اسے افریقہ بھیجا جاسکتا ہے؟

حضور انور ایداللہ تعالیٰ بنصر العزیز نے فرمایا: کیا تم شادی شدہ ہو، اس نے کہا نہیں، لیکن مجھے افریقہ میں خدمت کرنے کا شوق ہے۔ حضور انور نے فرمایا: لکھ کر دے دو۔ اگر کسی وقف زندگی کے ساتھ شادی ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے حضور انور نے پوچھا کہ کیا تمہاری شادی کی عمر ہو گئی ہے۔ اس نے کہا جی حضور، حضور انور نے فرمایا: پہلے رشتہ کرواؤ پھر چلی جاؤ۔ (الفضل انٹر نیشنل 10 جون 2016ء تا 16 جون 2016ء)

.5 ایک واقفہ نے سوال کیا کہ کوئی ایسی دعا بتائیں جو ہر بچی کو پڑھنی چاہیے۔

اس پر حضور انور ایداللہ تعالیٰ بنصر العزیز نے فرمایا: پانچ وقت کی نمازیں پڑھو، قرآن کریم باقاعدہ پڑھو۔

.6 ایک بچی نے سوال کیا کہ واقفات نو بچوں کی سب سے اہم کوالٹی کیا ہونی چاہیے؟

حضور انور ایداللہ تعالیٰ بنصر العزیز نے فرمایا: نیک اور متقی بنیں، خدا کا خوف رکھنے والی ہوں، پانچوں نمازیں ادا کرنے والی ہوں، قرآن کریم کی تلاوت کرنے والی ہوں۔ قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنے والی ہوں، قرآن کریم کی سچی تعلیمات کو سیکھنے والی اور پھر اس پر عمل کرنے والی ہوں۔ حضور انور ایداللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ اپنے کو اس طرح تیار کریں کہ سچی تعلیمات پر خود بھی عمل کریں اور دوسروں کو بھی بتا سکیں دوسروں کے لیے اپنا بہترین اور مثالی نمونہ پیش کریں۔ (الفضل انٹر نیشنل 31 مئی 2013ء تا 06 جون 2013ء)

لجنات حضور انور کے ارشاد کے مطابق روزانہ دو نوافل کا التزام کریں۔ جماعت ناروے نے نفلی روزہ کے لیے ہر سوموار کا دن مقرر کیا ہوا ہے۔ جزاکم اللہ

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے زیر سایہ لجنہ کی ابتدا اور ابتدائی دور کی ترقیات

(امتہ الباسط شاہد - مجلس بیت النصر)

آج جب لجنہ اماء اللہ کو قائم ہوئے سو سال ہونے کو ہیں اور لجنہ خدا کے فضل سے ترقی کے ایک نئے سفر پر گامزن ہے تو دل میں یہ خیال آتا ہے کہ آخر لجنہ اماء اللہ کا سفر کہاں سے شروع ہوا اور کن کن منازل کو طے کرتے ہوئے آج اس مقام پر پہنچا ہے؟ یہ ایک لمبی داستان ہے جس کو چند صفحات میں سمیٹنا ناممکن ہے۔ مگر اس کی ایک جھلک دیکھنے کی کوشش کی جاسکتی ہے تاکہ ہم اپنے پیارے خدا کی مزید شکر گزار بندیاں بن سکیں جس کے فضل اور رحم کی نگاہ نے ہمیں آج اس مقام پر کھڑا کیا ہے۔

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام خدا کے وعدہ کے مطابق مبعوث ہوئے تو وہ تمام علامتیں پوری ہو چکیں تھیں جن کا خدا نے مسیح کے زمانے کے لیے وعدہ کیا تھا یعنی جہالت اپنی انتہا کو پہنچ چکی تھی، اسلام بس نام کا رہ گیا تھا، عورتیں تعلیم و تربیت سے محروم جہالت کی زندگی بسر کر رہی تھیں، ایسے وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود بالواسطہ اس محروم طبقہ کی تعلیم و تربیت کا ذریعہ بنا اور نہ صرف عورتوں کو ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا بلکہ مردوں کو بھی انکی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ فرمایا ”اگر تم اپنی اصلاح چاہتے ہو تو یہ لازمی امر ہے کہ گھر کی عورتوں کی اصلاح کرو۔“ (ملفوظات جلد چہارم ص 104)

حضرت ام المؤمنین اور وہ صحابیات جو آپ سے براہ راست تربیت لیتی رہیں وہ اس تربیت کے کام میں آپ کی ممد و مددگار رہیں۔ جہاں یہ صحابیات تربیت کے اس اعلیٰ معیار پر تھی، جہاں ان کی قربانیوں اور عشق خدا اور عشق رسول کی مثالیں نہیں ملتیں وہاں آپ کے بعد آنے والی خلافت نے بھی آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی ذمہ داریاں ادا کیں۔

خلیفہ اول نے آپ کے اس مشن کو آگے بڑھایا اور تعلیم و تربیت کے کام کو جاری رکھا، خاص طور پر آپ کا عشق قرآن اس مقام پر تھا کہ زیادہ سے زیادہ احباب و خواتین کو یہ مائدہ پہنچانے کے لیے آپ ہر وقت تیار رہتے یہی وجہ تھی کہ آپ کے دور خلافت میں مسلسل درس قرآن کا التزام رہا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت سے پہلے بھی عورتوں کی تعلیم و تربیت کے لیے فکر مند رہتے تھے جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محنت اور کوشش سے 1913ء میں الفضل کا پہلی بار اجرا ہوا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاص طور پر دو کالم عورتوں کے لیے مخصوص کیے۔ اور ساتھ میں فرمایا کہ: ”اگرچہ کہ یہ کالم عورتوں کے لیے تھوڑے ہیں مگر کیونکہ عورتیں اخبار شوق سے پڑھتی ہیں اس لیے یہ کالم رکھے گئے ہیں۔ ورنہ

ان کا اپنا رسالہ ”احمدی خاتون“ کے نام سے جاری ہے۔ان دو کالموں میں بعد میں عورتوں کے حقوق، ان کی ذمہ داریاں اور بچوں کی تربیت وغیرہ کے حوالہ سے سیر حاصل بحث ہوتی رہی۔“ (تاریخ لجنہ جلد اوّل ص 20)

1914ء میں آپ کی خلافت کے ساتھ ایک نئے دور کا آغاز ہوا جو نہ صرف جماعت کے لیے عمومی طور پر بلکہ عورتوں کے لیے خصوصی طور پر نہایت مبارک دور ثابت ہوا۔ حضرت مصلح موعود کے دور بین نگاہوں نے بہت پہلے ہی یہ محسوس کر لیا تھا کہ جماعت کی ترقی عورتوں کی ترقی کے بغیر ممکن نہیں۔اور اس کے لیے خاص طور پر عورتوں کی تعلیم و تربیت کی طرف خصوصی توجہ کی ضروت ہے۔ اگر ہم آج اس زمانہ کے حالات دیکھیں تو وہ آج کے زمانہ سے بالکل مختلف تھے، عورتیں محض گھر کے کاموں تک محدود رہتی تھیں، تعلیم کا رواج تو نہ ہونے کے برابر تھا۔ایسے وقت میں عورتوں کو تعلیم کی طرف نہ صرف توجہ کرنا بلکہ ذاتی دلچسپی لے کر خواتین کی تعلیم کا انتظام وانصرام کرنا آپ ہی کی غیر معمولی دلچسپی اور فکر کا نتیجہ تھا۔

ایک موقعہ پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ”ایسا ہونا چاہیے کہ جماعت کی کوئی عورت یا کوئی مرد ایسا نہ ہو جو لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو۔ صحابہؓ نے تعلیم کے لیے بڑی بڑی کوششیں کی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض دفعہ جنگ کے قیدیوں کا فدیہ آزادی مقرر فرمایا تھا کہ وہ مسلمان بچوں کو تعلیم دیں۔ میں جب دیکھتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیا فضل لے کر آئے تھے۔ تو جوشِ محبت سے روح بھر جاتی ہیں۔ آپ نے کوئی بات نہیں چھوڑی۔“

(منصب خلافت ص 36)

خلیفہ بننے کے بعد حضور نے جو پہلا کام کیا۔ وہ حضرت خلیفہ الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کے مطابق درس قرآن کریم کا اجرا تھا اور پہلا درس سورۃ مائدہ کا دیا۔ جس میں تقریباً 100 عورتیں شامل ہوئیں۔ (الفضل 8 اپریل 1914ء صفحہ 27)

حضرت امۃ الحئی صاحبہ جو کہ حضرت خلیفہ الاول کی بیٹی تھی آپ نے ہی حضرت خلیفہ الاول کی وصیت حضرت مصلح موعود رضی اللہ تک پہنچائی تھی۔ آپ کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ کی زندگی میں بھی اور عورتوں کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے بھی ایک نمایاں مقام حاصل رہا۔ حضرت مصلح موعود کی حضرت سیدہ امۃ الحئی سے شادی کی غرض بھی عورتوں کی تربیت ہی تھی۔ بلکہ آپ ہی کی تحریک پر حضور نے لجنہ اماءاللہ کی بنیاد رکھی تھی۔

تعلیم نسواں کی اہمیت اور عورتوں کے لیے درس گاہوں کا قیام:

ابتدائی طور پر حضرت مصلح موعود نے لڑکیوں کے لیے پرائمری سکول کھولا جو بعد میں مڈل تک ترقی کر گیا۔ آپ مسلسل اس طرف توجہ دلاتے رہے کہ تعلیم کتنی ضروری ہے اور آہستہ آہستہ اللہ کے فضل سے احمدی خواتین کے تعلیم کا معیار بلند سے بلند ہوتا گیا۔ اس کے بعد عورتوں کے لیے مدرسہ خواتین کھولا گیا، جہاں دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ حضرت مسیح الموعود کی کتب نصاب کے لیے مقرر کی جاتی تھیں اور پھر ان کا امتحان لیا جاتا تھا اور جو اس امتحان میں کامیاب ہوتیں تھیں ان کے ناموں کا باقاعدہ اعلان کیا جاتا تھا۔ حضور نے خواتین کو لکھنے کی طرف بھی توجہ دلائی۔ ایک بہن جن کا مضمون آپ نے ایک اخبار میں پڑھا تھا ان کے نکاح کے موقع پر آپ نے خاص طور پر بہت خوشنودی کا اظہار فرمایا اور باقی عورتوں کو بھی توجہ دلائی کہ ان خاتون کی طرح مثالیں قائم کریں۔

ایک موقع پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”تعلیم و تربیت کی غرض علما بنانا نہیں ہے بلکہ ایسے مسائل سے واقف کرنا ہے جن کے بغیر کوئی مسلمان مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اب کئی عورتیں آتی ہیں جو کلمہ بھی نہیں پڑھ سکتی اور جب کلمہ نہیں پڑھ سکتی تو نماز کس طرح پڑھ سکتی ہو نگی۔ اور جب نماز نہیں پڑھ سکتی تو مسلمان کس طرح ہو سکتی ہیں۔ اور وہ غرض کس طرح قائم رہ سکتا ہے جو سلسلہ کا ہے۔“ (رپورٹ مجلس مشاورت 1922ء ص 23)

آپ کے اقتباس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ مقصد یہ نہیں تھا کہ عورتوں کا رخ دنیا کی طرف ہو جائے بلکہ اسکے پیچھے آپ کا اصل مقصد عورتوں کو ان کے فرائض یاد دلانا اور دین کی مناسب حد تک واقفیت دینا تھا۔ اس علمی غرض سے عورتوں کا ایک رسالہ مصباح بھی 1926ء میں شائع ہونا شروع ہوا۔ یہاں بھی عورتوں کی حوصلہ افزائی فرمائی، رسالہ مصباح میں جو مضامین لجنہ کے چھپے ان پر بھی آپ نے خوشنودی کا اظہار فرمایا کہ وہ لڑکوں کے مضامین سے بہتر ہیں۔ درمیان میں حالات اور مسائل کی وجہ سے کچھ عرصہ بند بھی ہو جاتا رہا مگر پھر خدا کے فضل سے جاری ہو جاتا۔ آج کل پھر پاکستان کے حالات کی وجہ سے یہ رسالہ بند ہے، اللہ اپنا فضل کرے۔

عورتوں کے لیے جلسہ میں شامل ہونے کا اہتمام:

1914ء میں عورتوں کے لیے پہلی دفعہ جلسہ کا انتظام کیا گیا۔ 1917ء سے علیحدہ قناتیں لگا کر انتظام کیا جانے لگا۔ 1914ء میں آپ نے ایک پر جوش تقریر میں فرمایا:

”تم اپنی اولادوں پر رحم کرو۔ انہیں دین اسلام سکھاؤ۔ کیونکہ پہلا مدرسہ والدہ کی گود ہے۔ اپنے خاوندوں، اپنے بھائیوں، اپنے بیٹوں کو مجبور کرو کہ وہ تمہیں اللہ کی کتاب سکھائیں۔ اسلام کے لیے دل میں درد پیدا کرو۔ اسلام مردہ ہے تمھارے دروازے پر تڑپ رہا ہے اللہ اس پر رحم کرو۔ احمدیت میں کامل ہو جاؤ تمھارے دین پر دشمنوں نے کئی اعتراض کیے ہیں اس کے جوابات ذہن نشین کرو۔ کیا تم سکھ کی نیند سوؤں گی اگر تمھارا کوئی بچہ تڑپ رہا ہو اسی طرح اسلام بھوکا پیاسا تڑپتا ہے اس کی خبر گیری کرو۔“ (الفضل 3 جنوری 1912ء صفحہ 8)

25 دسمبر 1922ء لجنہ کے لیے تاریخی دن:

اگرچہ پیارے حضور کی توجہ ہمیشہ عورتوں کی تعلیم و تربیت کی طرف رہی مگر خاص طور پر 25 دسمبر 1922ء میں آپ نے عورتوں کے لیے جو عظیم الشان نظام جاری کیا، اس نے عورتوں میں ذمہ داری اور قربانی کی نئی روح پھونک دی۔ اور وہ عظیم کام لجنہ اماء اللہ یعنی ”اللہ کی لونڈیاں“ کی تنظیم کا قیام تھا۔ اس تنظیم نے اگرچہ ابتدائی طور پر بہت چھوٹے پیمانے پر کام شروع کیا مگر پھر مڑ کر پیچھے نہیں دیکھا اور آگے سے آگے بڑھتی چلی گئی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ صرف اس تنظیم کو قائم کیا بلکہ اس کو اپنے پیروں پر کھڑے کرنے کے لیے مسلسل رہنمائی کی اور ہدایات بھی دیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تنظیم کے جو بنیادی مقاصد بیان فرمائے وہ مضمون کی صورت میں چھپ چکے ہیں اور ”لجنہ اماء اللہ کے متعلق ابتدائی تحریک“ کے نام سے مشہور ہیں۔ لجنہ کی تنظیم میں شامل ہونے کے لیے ان کو پڑھنا اور دستخط کرنا ضروری قرار دیا گیا اس مضمون میں حضور نے تحریر فرمایا:۔

”ہماری پیدائش کی جو غرض وغائیت ہے اسکو پورا کرنے کے لیے عورتوں کی بھی ویسی ہی ضرورت ہے جیسے کہ مردوں کی۔ اگر عورتیں اس امر کو محسوس نہیں کریں گی کہ روزمرہ کے کاموں کے سوا کوئی اور کام کرنے کی قابل ہیں کہ نہیں (۔۔۔) جو بدگمانی اسلام کی نسبت پھیلائی جاتی ہے اسکا اگر کوئی توڑ ہو سکتا ہے تو وہ عورتوں ہی کے ذریعہ ہو سکتا ہے اور اگر بچوں میں قربانی کا مادہ پیدا کیا جاسکتا ہے تو وہ بھی ماں ہی کے ذریعہ کیا جا سکتا ہے۔ پس علاوہ اپنی روحانی و عملی ترقی کے لیے آئندہ جماعت کی ترقی کا انحصار بھی زیادہ تر عورتوں ہی کی کوشش پر ہیں (۔۔۔) اس طرح عورتوں کی ترقی بھی عورتوں کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے۔“

جو عورتیں ان مندرہ بالا باتوں سے متفق تھیں ان کے لیے آپ نے مزید 17 نکات تحریر فرمائے جو ان کو ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے مددگار ہو سکتے تھے جس میں چند مندرجہ ذیل تھے۔ مثلاً:

1۔ ایک انجمن قائم کی جائے تا کہ اس کام کو باقاعدگی سے جاری رکھا جاسکے۔

2۔ اپنے اخلاق اور روحانیت کی اصلاح کی طرف ہمیشہ متوجہ رہو۔ اور صرف کھانے پینے، پہننے تک اپنی توجہ کو محدود نہ رکھو۔

3۔ چونکہ جماعت کسی خاص گروہ کا نام نہیں چھوٹے بڑے، غریب امیر سب کی جماعت ہے اس لیے ضروری ہے کہ اس انجمن میں غریب امیر کی کوئی تفریق نہ ہو بلکہ غریب اور امیر دونوں میں محبت اور مساوات پیدا کی جائے۔

4۔ جب مل کر کام کیا جائے تو ایک دوسرے کی غلطیوں سے چشم پوشی کی جائے اور صبر اور ہمت سے اصلاح کی کوشش کی جاوے نہ کہ ناراضگی اور خفگی سے تفرقہ بڑھایا جاوے۔

اس مضمون کے اختتام پر حضور نے فرمایا کہ جو خواتین ان خیالات سے متفق ہیں اور ان قوائد پر بھی جو بعد میں اس انجمن کے تحت پاس کیے جائیں گے عمل کرنے کے لیے تیار ہیں تو وہ اس کاغذ پر دستخط کر دیں۔ (تاریخ لجنہ جلد اول، ص 74 تا 77)

ابتدائی طور پر 14 ممبرات نے ان ہدایات پر دستخط کیے اور لجنہ اماءاللہ کی تنظیم کی ابتدائی ممبرات ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ ان میں حضرت اماں جان، حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ، حضرت سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدہ امتہ الحئی صاحبہ بنت حضرت خلیفہ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہلیہ مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، (عزیزہ) ہاجرہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری فتح محمد صاحب، صالحہ اہلیہ میر محمد اسحاق صاحب وغیرہ شامل تھیں۔ اسکے علاوہ اس تنظیم کی شرائط میں یہ بھی شامل تھا کہ اگر کوئی ممبر کسی وجہ سے علیحدہ ہونا چاہتی ہو تو ہو جائے۔ حضور کی ہدایت کے مطابق، مشورہ کے بعد اس تنظیم کی پہلی امیر حضرت محمودہ بیگم صاحبہ اہلیہ حضرت مصلح موعودؓ اور سکرٹیری محترمہ امتہ الحئی صاحبہ کو منتخب کیا گیا۔

لجنہ اماءاللہ پر جو پہلی ذمہ داری ڈالی گئی وہ جلسہ سالانہ کے موقع پر انتظامات تھے۔ اس جلسہ کے موقع پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”جب تک تم ترقی نہ کرو دین کامیاب نہیں ہو سکتا۔ ہماری قربانیاں زیادہ سے زیادہ پچیس سال تک رہے گی۔ مگر اگر تم اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو تو قیامت تک اس ترقی کو زندہ رکھ سکتی ہو۔ کیونکہ آئندہ نسلوں کو سکھانے والی تم ہو۔ ہمارا اثر ظاہری اور تمہارا اثر دائمی ہے۔ اس سے تم سمجھ لو کہ تمہارے اوپر زیادہ بوجھ ہے۔ (اوڑھنی والیوں کے لئے پھول، ص 62)

آپ کے مندرجہ بالا اقتباس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو کس قدر فکر تھی کہ عورتیں اپنے فرائض پہچان سکیں اور اپنی ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں نبھا سکیں۔ لجنہ کے دوسرے اجلاس میں جن امور کی طرف توجہ دلائی۔ ان میں آپس میں مل کر سیکھنا، دوسروں کو سکھانا، بچوں کی اصلاح کی طرف خاص توجہ، مل کر کام کرنا، اخلاق اور روحانیت کی ضرورت، برداشت پیدا کرنا، اعلیٰ اخلاق اپنے اندر پیدا کرنا وغیرہ شامل تھے۔ غرض کوئی بھی ایسا نکتہ، کوئی بھی ایسا مضمون نہیں تھا جو آپؓ نے بیان نہ کیا ہو یا تعلیمی و تربیتی لحاظ سے تشنگی چھوڑی ہو۔

بقیہ اگلے شمارے میں

ارشاد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ:

”ہمیں قرآن شریف کے ترجمہ کی طرف توجہ کرنی چاہیے اور کوشش کرنی چاہیے کہ ہماری جماعت میں کوئی ایسا نہ رہے جسے قرآن کریم نہ آتا ہو۔“

پانچ بنیادی اخلاق

(از شعبہ تربیت – سعدیہ جاوید)

1. بچپن سے ہی اپنی اولاد کو یہ سکھانا چاہیے کہ اگر تھوڑی سی تمہیں کسی نے کوئی بات کہی ہے یا کچھ تمہارا کوئی نقصان ہو گیا ہے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں اپنا حوصلہ بلند رکھو اور یہ حوصلہ کی تعلیم بھی زبان سے نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر اپنے عمل سے دی جاتی ہے۔۔۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو اپنے بچوں کی تربیت کی وہ محض کلام کے ذریعے نہیں کی بلکہ اعلیٰ اخلاق کے اظہار کے ذریعے کی ہے۔

2. چوتھی بات غریب کی ہمدردی اور دکھ دور کرنے کی عادت ہے۔ یہ بھی بچپن ہی سے پیدا کرنی چاہیے۔ جن بچوں کو نرم مزاج مائیں غریب کی ہمدردی کی باتیں سناتی ہیں اور غریب کی ہمدردی کا رجحان ان کی طبیعتوں میں پیدا کرتی ہیں وہ خدا کے فضل کے ساتھ مستقبل میں ایک عظیم الشان قوم پیدا کر رہی ہوتی ہیں۔ (خطبہ جمعہ 24.11.1989)

نماز کی ادائیگی:

عبادت کا اللہ تعالیٰ نے اس قدر تاکید سے حکم فرمایا ہے کہ نماز کا جہاں بھی وقت ہو تم یہ نہ دیکھو کہ اس وقت وضو کے لیے پانی ہے یا نہیں، کپڑے صاف ستھرے ہیں یا نہیں، کوئی ایسی جگہ ہے یا نہیں جہاں تم نماز پڑھ سکو۔ بلکہ جب بھی نماز کا وقت آئے نماز پڑھو، بلکہ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا میرے لیے تمام زمین مسجد اور پاک بنائی گئی ہے۔ پس میری امت کے جس فرد کو جس جگہ بھی نماز کا وقت ہو جائے وہ وہیں نماز پڑھے۔ تو یہ تعلیم ہے جس کو ہر احمدی کو اپنے سامنے رکھنی چاہیے۔ (خطبہ جمعہ 03.10.2003)

ایم ٹی اے:

دلوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ یہ تبدیلیاں پیدا کرنے میں ایم ٹی اے بھی ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ایک تجربہ میں نے اپنی ملاقاتوں کے دوران کر کے دیکھا۔ جن بچے یا بچیوں کے متعلق محسوس ہوا کہ وہ گویا ہمارے نہیں رہے ان سے ضمناً میں نے پوچھا کہ ایم ٹی اے بھی آپ کبھی دیکھتے ہیں تو جواب ملا کہ ہمارے گھر میں ہے ہی نہیں۔ صاف پتہ چلا کہ ایم ٹی اے کے ہونے اور نا ہونے کا ایک فرق ہے ۔ (الفضل انٹر نیشنل لندن 21.11.1997)

دعائیہ اعلانات

❖ محترمہ قیصرہ خواجہ اپنے شوہر کی صحت اور خاص طور پر اپنی پوتیوں کے نیک ہونے نیز اپنی بیٹیوں کے اپنے گھروں میں خوش رہنے کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

❖ محترمہ امتہ السلام خواجہ اپنی اور اپنے شوہر کی صحت کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

❖ محترمہ حنا گل اپنی بھتیجی زارا کائنات احمد کی پیدائش پر دلی مسرت کا اظہار کرتی ہوئی اس کی نیک قسمت اور خادم دین ہونے کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

❖ محترمہ بارعہ احمد اپنی ازدواجی زندگی کی خوشحالی نیز امتحانات میں کامیابی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

❖ محترمہ عابدہ نسیم باری اپنے بچوں اور شوہر کی صحت وسلامتی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

❖ محترمہ سلطانہ قدوس اپنے میاں اور بچوں کی صحت والی لمبی عمر کے لیے اور اپنے بھائی جو جرمنی میں مقیم ہیں ان کا کیس پاس ہونے اور مکمل صحت کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

❖ محترمہ رعنا گل اپنے لیے اور اپنی عاملہ کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

❖ محترمہ لبنیٰ کریم اپنے نواسوں اور نواسی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں نیک اور خادم دین بنائے۔ آمین

❖ محترمہ سکینہ بشارت اپنے خاوند اور والدہ کی صحت نیز بہن بھائیوں اور ان کے بچوں کی صحت، نیک اور دیندار ہونے کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

❖ محترمہ نازیہ بشارت اپنی، اپنے شوہر کی صحت و تندرستی کے لیے اور بچوں کے نیک، خادم دین اور ان کے نیک سیرت جیون ساتھی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

❖ محترمہ مسعودہ شاہدہ اپنی اور اپنے بچوں کی صحت وسلامتی اور لمبی زندگیوں کے لیے دعا کی طالب ہیں۔

❖ محترمہ امتہ المنان ندیم اپنے بچوں کی کامیابیوں، اپنی، اپنے شوہر، بہن بھائیوں اور والدہ کی صحت و تندرستی اور دراز زندگی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

❖ محترمہ نذیرہ بانو اپنی صحت نیز اپنی پوتی جس کی حال ہی میں شادی ہوئی ہے کی کامیاب زندگی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

❖ محترمہ امتہ اللطیف انور اپنے بیٹے جس کی شادی نو مبائع سالینا احسان سے ہوئی ہے کے لیے درخواست دعا کرتی ہیں کہ خدا تعالیٰ اس کو نیکی اور تقویٰ پر قائم رکھے، ہمیشہ خلافت سے وابستہ رکھے اور ایمان کی حالت میں زندگی اور موت دے۔ آمین

❖ محترمہ امتہ العلیم اپنے شوہر، بچوں اور اپنی صحت و سلامتی کے لیے دعا کی طالب ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر تکلیف اور پریشانی سے محفوظ رکھے آمین۔

❖ محترمہ رفعت نعیم اپنے شوہر، اپنی اور بچوں کی صحت و سلامتی، کامیابیوں اور ہر شر سے محفوظ رہنے کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

❖ محترمہ فائزہ ضیائ اپنے بچوں کی صحت، نیک قسمت اور کامیابیوں کے لیے اوراپنی اور اپنے شوہر کی صحت وسلامتی کے لیے درخواست دعا کرتی ہیں

❖ محترمہ فوزیہ ملک اپنے گھر کے امن وسکون اور اپنے شوہر بچوں اور اپنی صحت و تندرستی اور فعّال زندگی کے لیے درخواست دعا کرتی ہیں۔

❖ محترمہ محمودہ وقاص اپنی، بچوں، شوہر اور اپنے سسرال اور بطور خاص والدہ ساس آمنہ صاحبہ جن کے گھٹنے کا اپریشن ہوا ہے مکمل صحت یابی کے لیے تمام ممبرات سے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

❖ محترمہ سارہ رفیق جو تھرمسو سے اوسلو اپنے بچوں کے ساتھ شفٹ ہوئی ہیں دعا کی درخواست کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے تمام مسائل اور پریشانیاں دور فرمائے اور بچوں کو نیک، خوش قسمت اور خادم دین بنائے۔ آمین

❖ عزیزہ سارہ خان اپنے گھر کے سارے افراد کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ سب کو اپنے بے شمار فضلوں سے نوازے۔ آمین

❖ عزیزہ شاہانہ حفیظ اپنے اچھے اور روشن مستقبل، نیک مقدر اور زندگی کی تمام کامیابیوں اور فضل الٰہی نیز اپنے والدین اور بھائیوں کی صحت و سلامتی کے لیے دعا کی طالب ہیں۔

❖ محترمہ سعیدہ نعیم اپنے شوہر، بچوں اور اپنی صحت و سلامتی کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں نیز اپنی بیٹی کے فرض سے بخیر وعافیت سبکدوش ہونے کے لیے دعا کی خواہاں ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحمت سے نوازے۔ آمین

❖ عزیزہ ردا نعیم اپنی زندگی کے نئے سفر کے پر سکون، خدا کے فضل ورحم اور خوشیوں سے بھرپور ہونے کے لیے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

❖ محترمہ سعیدہ رحمٰن اپنے، اپنے شوہر اور بچوں پر اللہ تعالیٰ کے فضل اور سب کو اپنی حفظ وآمان میں رکھنے کے لیے دعا کی خواہاں ہیں۔

❖ محترمہ امتہ القیوم اپنے بچوں کے لیے درخواست دعا کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو اور انہیں ہمیشہ خلافت سے وابستہ رکھے۔ آمین

رپورٹ واقفات stay over night

(امتہ الباسط شاہد– معاونہ صدر وقفات نو)

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے واقفات کو 23 اور 24 دسمبر 2017ء بروز ہفتہ، اتوار مسجد میں قیام کا موقع ملا۔ 21 واقفات حاضر تھیں۔

کلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور نظم سے ہوا۔ جس کے بعد صدر صاحبہ نے واقفات کو ان کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا اور دعا کے ساتھ پروگرام کا آغاز کروایا۔

واقفات کے عمر کے لحاظ سے سے دو گروپ بنائے گئے، ایک گروپ 13 سال سے بڑی واقفات کا اور ایک گروپ 13 سے چھوٹی واقفات کا بنایا گیا۔ کلاس کی زیادہ تر ذمہ داری واقفات کی تھی۔ عزیزہ شازیہ علی اور عزیزہ نبیلہ چیمہ کو گروپ لیڈر بنایا گیا اور سب واقفات نے ماشاللہ بہت ذمہ داری سے اپنی اپنی ڈیوٹیاں ادا کیں۔ جزاکم اللہ

13 سال سے بڑی واقفات کے ساتھ وقف نو کی اہمیت اور ہماری ذمہ داریاں کے موضوع پر بات کی گئی۔ حضرت ناصرہ بیگم صاحبہ (والدہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کی زندگی پر ایک پریزینٹیشن دکھائی گئی جس سے آپ کی زندگی کے کئی خوبصورت پہلوؤں کے بارے میں آگاہی حاصل ہوئی اور یہ بھی پتہ چلا کہ آپ نے کس طرح اپنی اولاد کو چھوٹے چھوٹے آدابِ زندگی سکھائے جس سے ان کی بہترین تربیت ہوئی۔ اس کے علاوہ کلاس میں سورۃ النساء کا تعارف بھی پیش کیا گیا اور اس میں موجود بعض موضوعات پر تفصیل سے بات کی گئی، خاص طور پر اسلام میں چار شادیوں کی اجازت کی حکمت پر واقفات نے کافی سوالات کیے اور ان کو تسلی بخش جوابات دینے کی کوشش کی گئی۔

13 سال سے کم عمر بچیوں کو آسان لفظوں میں تحریک وقفِ نو کے بارے میں سمجھایا گیا اور پھر واقفات سے پوچھا گیا کہ ایک وقفِ نو میں کیا خوبیاں ہونی چاہیئں اور ہستی باری تعالیٰ اور سورۃ الفاتحہ کی تفسیر سمجھائی گئی۔ سلام کی اہمیت اور والدین کے آداب کے بارے میں بتایا گیا۔

عزیزہ شاہانہ حفیظ نے kunst og håndverk کے بارے میں بتایا۔

پہلے دن کے اختتام پر واقفات کے لیے مسرور ہال میں سپورٹس کا انتظام کیا گیا۔ اس دن واقفات نے اپنی شام کی ضیافت کا خود اہتمام کیا اور محترمہ شمع شاکر صاحبہ کے ساتھ مل کر قیمے والے نان اور پیزا اسنر بنائے اور سب کو کھانا پیش کیا اور رنگا رنگ اور لذیذ آئس کریم فروٹ سیلڈ سے سب کی تواضع کی۔

دوسرے دن ناشتے کی تیاری جو کہ کچھ اتنا آسان کام نہیں تھا مگر ہماری پیاری اور محنتی واقفات نے ناشتہ بھی سب کے لیے بنایا اور بعد میں مسجد اور کچن کی صفائی بھی کی۔

بڑے گروپ کو سکن کیئر اور ہیئر کیئر کے بارے میں بہت اچھی اور مفید معلومات دیں گئیں۔ اس کے بعد واقفات کو قرآن کریم اور سائنس سے بتا یا گیا کہ ہم کس طرح ثابت کرسکتے ہیں کہ سور کھانا ہماری صحت اور اخلاق کے لیے نقصان دہ ہے۔

صفائی کی اہمیت کا بھی بتایا گیا جس میں اپنے بستر بنانے، کپڑے تہہ کرنے، دانت صاف کرنے اور بال بنانے سکھائے گئے۔ اس کے علاوہ ایک کہانی کے ذریعہ یہ سبق دیا گیا کہ بولنے سے پہلے سوچنا چاہیے اور اپنا غصہ کنٹرول کرنا چاہیے۔

چھوٹے گروپ نے اپنی فیملی کے لیے کلرفل thank you cards بھی بنائے۔

دو روزہ کلاس کے اختتام پر نماز ظہر کے بعد "مرکزی سیمینار نماز" میں تمام واقفات شامل ہوئیں۔

فلور دانتوں کے لیے کیوں ضروری ہے

(نوشک سے اردو میں ترجمہ، شمائلہ ڈار۔ مجلس اُوورے رومیرِیکے)

بہت سے لوگوں کے لیے دانتوں کی صفائی دانت صاف کرنے والے برش پر تھوڑی سی پیسٹ لگا کر دانت صاف کرنا، کلی کرنا اور بس ہو گئے دانت صاف۔ اگر آپ بھی ایسا کر رہی ہیں تو شاید آپ کو بھی دانت صاف کرنے کے طریقے کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ بہتری کرنے کی ضرورت کیوں ہے؟ اس کے لیے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ دانت صاف کرنا کیوں ضروری ہے۔ اسکی سات بنیادی وجوہات ہیں۔

1. ہمیں فلور کی ضرورت ہوتی ہے۔
2. جراثیم کے جمع ہونے سے بچاؤ۔
3. رات میں ہمارے منہ میں لعاب (تھوک) کم بنتا ہے۔
4. Tannstein سے بچاؤ۔
5. مسوڑوں کا بچاؤ۔
6. صاف سانس۔
7. آخر میں ایک بہتر اور مکمل صحت۔

زیادہ تر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ دانت اس لیے صاف کرتے ہیں کہ دانت صاف نظر آئیں، دانتوں میں سوراخ نہ ہو اور صاف ستھری سانس کے لیے۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ ان تمام باتوں کے لیے فلور کتنا ضروری ہے لیکن یہ فلور ہے کیا؟

فلور ایک بنیادی عنصر ہے جو کیمیائی طور پر قدرت میں پایا جاتا ہے۔ معدنیات اور کیمیائی مرکبات میں بھی پایا جاتا ہے۔ ہمارے دانت ساخت کے اعتبار سے ایک عنصر Hydroxypatitt سے بنتے ہیں جو کہ کیلشیم اور فاسفیٹ جیسی معدنیات سے بنتا ہے ہمارے جسم کا کافی ڈھانچا بھی اسی عنصر سے بنتا ہے۔ اور دانت بھی ہمارے ڈھانچے کا ایک حصہ ہیں۔

فلور کے فائدے: 1. فلور دانتوں میں سوراخ ہونے سے روکتا ہے۔ 2. فلور مزاحمتی عمل کرتا ہے جب دانتوں پر ایسڈ حملہ کرتا ہے جس سے دانتوں میں سوراخ ہونے کا ڈر ہوتا ہے۔ 3. جراثیم جو سوراخ بننے کی وجہ ہوتے ہیں ان کی کارکردگی کو روکتا ہے۔ ایسڈ (syre) ہمارے دانتوں کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ جن کھانوں کی p.H سات سے کم ہوتی ہے۔ وہ ہمارے دانتوں کے لیے خطرناک ہوتے ہیں۔ (نارمل p.H سات ہوتی

ہے) جس کی وجہ سے منہ میں تزابیت بڑھ جاتی ہے خاص طور پر کھٹی چیزیں جیسے kullsyre والاپانی – brus اور کھٹے پھلوں والا جوس جن میں چینی کی مقدار زیادہ ہوتی ہے۔ جب دانتوں پر تیزابیت کا حملہ ہوتا ہے تو دانتوں کی اوپر کی سطح سے کیلشیم اترنا شروع ہو جاتی ہے۔ اور فلور مددگار ہوتا ہے ان سطحوں کو برقرار رکھنے میں یہ دانتوں سے اس طرح جڑ جاتا ہے۔ کہ پھر تیزابیت کے حملے سے بچاؤ ہو جاتا ہے۔

اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ فلور ان جراثیم کے خاتمے میں کردار ادا کرتا ہے جو دانتوں میں سوراخ کرتے ہیں۔ جراثیم جو سوراخ ہونے کی وجہ ہوتے ہیں وہ دانتوں کے گرد plakk میں پائے جاتے ہیں اور یہ جراثیم چینی کی زیادہ مقدار کی وجہ سے بہت زیادہ ایکٹو ہو جاتے ہیں اور یہ دانتوں کی ساخت کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اس وجہ سے فلور کا استعمال بہت ضروری ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ فلور کا صحیح استعمال کیسے کیا جائے؟ اگر ایسی پیسٹ استعمال کریں جس میں فلور ہو اور دانت صاف کرنے کے بعد کلی کر لیں تو فلور بھی ساتھ ہی نکل جاتا ہے۔ فلور اس وقت ہی اپنا کام کرتا ہے جب وہ منہ میں دانتوں کے گرد رہے۔ یورپ میں زیادہ تر لوگ دانت صاف کر کے صرف تھوک دیتے ہیں پانی سے کلی نہیں کرتے اور اس طرح فلور منہ میں رہ کر اپنا کام کر سکتا ہے۔ کچھ لوگ اس طرح اچھا محسوس نہیں کرتے تو اس صورت میں munnskyll پانی استعمال کرنا چاہیے۔ اسکی مقدار PPMS 1400 دانتوں کی صحت پر اچھا اثر ڈالتا ہے۔ اور اس کو استعمال کرنے کے بعد دوبارہ پانی استعمال نہیں کرنا چاہیے ورنہ فلور پھر منہ میں نہیں رہے گی۔

دانتوں کے ڈاکٹر صبح شام برش کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ اس طرح دانتوں کو فلور کو وہ مقدار مل جاتی ہے جو دانتوں کے لیے ضروری ہے۔

روایتی طریقوں کے علاوہ کچھ اور طریقوں سے بھی دانتوں کی صفائی کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ کھانا کھانے کے بعد پانی سے کلی کرنا۔ یا پھر شوگر فری tygges استعمال کرنا۔ یہ عمل منہ کی p.H کی مقدار کو برقرار رکھتا ہے اور سوراخ اور تیزابیت جیسے نقصان سے محفوظ رکھتا ہے۔ انسان اپنی خوارک میں میٹھے اور تیزابیت پیدا کرنے والے مشروبات کو کم کر سکتے ہیں اگر بالکل نہیں چھوڑ سکتے تو کوشش کریں کہ بروس کو سڑا sugerør سے پیئں۔ یا پھر فوراً بعد چیونگم کھا لیں۔

آخر میں ایک اہم بات کہ tanntråd کا استعمال کریں کیونکہ برش ہر جگہ نہیں پہنچ سکتا اور اسی وجہ سے جراثیم دانتوں کے درمیان اور آگے پیچھے اپنے لیے جگہ بنا لیتے ہیں۔ دانتوں کی صفائی کا خیال بہت آسانی سے رکھا جا سکتا ہے اور اسطرح آپ کی مجموعی صحت بھی ٹھیک رہتی ہے۔

کچھ اچھی تجاویز:

1. صبح، شام دانتوں کی صفائی کریں۔ اس طرح فلور کی مناسب مقدار دانتوں کو مل جائے گی۔

2. فلور والا munnskyll دن میں دوبار استعمال کریں۔

3. خوراک میں میٹھے اور تیزابیت والی اشیاء کی مقدار کو کنڑول کریں۔

4. Tanntråd کا استعمال کریں۔

ناصرات کارنر

پیاری ناصرات، ہمیشہ خوش رہیں!
آپ سب کو آپ کے پیارے رسالے زینب کی طرف سے نیا سال مبارک ہو۔
اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے نیا سال 2018 تمام احمدیوں کے لیے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے، اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قیادت میں احمدیت ہمیشہ ترقیات کی منازل طے کرتی رہے۔ آمین ثم آمین
اللہ تعالیٰ کا پیار پانے اور اپنی برائیاں دور کرنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے کہ نماز ہر قسم کی برائی اور فحشاء سے بچاتی ہے۔ چنانچہ اپنے ماحول میں موجود برائیوں سے محفوظ رہنے کے لیے ہمیں پنجوقتہ نماز کی عادت ڈالنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین اللھم آمین

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں 23 مارچ کے دن کی اہمیت

(مریم رضوان)

23 مارچ 1889ء کے دن کو یہ خاص اہمیت حاصل ہے کہ اس دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لدھیانہ میں صوفی احمد جان صاحب کے مکان پر پہلی بیعت لی۔ حضرت اقدس کے مخلص ساتھی کئی سالوں سے حضور کو بیعت لینے کے لیے عرض کر رہے تھے لیکن چونکہ بیعت کے بارے میں اب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نہ آیا تھا اس لیے حضور نے بیعت نہ لی۔ 1888ء کے شروع میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیعت لینے کا ارشاد ہوا۔ آپ نے یکم دسمبر 1888ء کو ایک اشتہار کے ذریعے بیعت کا عام اعلان فرمادیا۔ اسی اشتہار میں آپ نے ہدایت فرمائی کہ بیعت کرنے والے اصحاب 20 مارچ کے بعد لدھیانہ پہنچ جائیں۔ حضرت اقدس کے اشتہار پر جموں، خوست، بھیرہ، سیالکوٹ، گورداسپور، گوجرانوالہ، جالندھر، پٹیالہ، مالیر کوٹلہ انبالہ، کپورتھلہ، وغیرہ اضلاع سے بہت سے مخلصین لدھیانہ پہنچ گئے۔ اور یوں 23 مارچ 1889ء کو پہلی بیعت کا آغاز حضرت صوفی احمد جان کے مکان واقع محلہ جدید میں ہوا۔ وہیں بیعت کے تاریخی ریکارڈ کے لیے ایک رجسٹر تیار ہوا۔ جس کی پیشانی پر یہ لکھا گیا "بیعت توبہ برائے حصول تقویٰ و طہارت" رجسٹر میں بیعت کرنے والوں کے نام، ولدیت اور ایڈریس درج کیے جاتے تھے۔

اس سہ ماہی کا پیغام

تین چیزیں چلی گئی تو واپس نہیں آتی:
1.وقت 2. الفاظ 3. موقع

ناصرات کی تنظیم کا قیام

ناصرات کی تنظیم کا باقاعدہ قیام لجنہ کی تنظیم کے کافی عرصہ بعد ہوا مگر لجنہ کی تنظیم کا ایک مقصد کیونکہ آنے والی نسلوں کی تربیت کرنا اور ان کو جماعت کے لئے مفید وجود بنانا تھا اس لئے اس کی بنیاد لجنہ کے قیام کے ساتھ ہی پڑ چکی تھی مگر باقاعدہ طور پر 23 فروری 1939ء میں ناصرات کی تنظیم کا قیام عمل میں آیا۔ جس کا پہلا اجلاس زیر صدارت حضرت اُمّ ناصر احمد صاحبہ اہلیہ حضرت مصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوا۔ اس مجلس

میں ہر لڑکی کو شامل ہونے کی تاکید کی گئی۔ یہ شعبہ بنات احمدیہ، خادمات الاحمدیہ اور ناصرات الاحمدیہ کے نام سے کام کرتا رہا اور پہلی سکریٹری مکرمہ طیبہ صدیقہ صاحبہ بنیں۔ مگر 1945ء میں باقاعدہ لجنہ کی زیر نگرانی اس شعبہ نے کام کرنا شروع کیا۔ ان کے جلسے کیے جاتے ہیں جن میں تقریروں، نظموں اور دینی معلومات کے مقابلے ہوتے ہیں۔ ان کے امتحان لیے جاتے ہیں اور نمایاں کامیابی حاصل کرنے والی ناصرات کو انعامات دیے جاتے ہیں۔ ہر سال لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر ناصرات الاحمدیہ کا بھی سالانہ اجتماع منعقد ہوتا ہے۔(تاریخ لجنہ جلد اوّل ص: 156)

وقفِ جدید

”حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسی لیے پاکستانی احمدی بچوں کو کہا تھا کہ تم وقف جدید کا بوجھ اٹھاؤ اور اپنے بڑوں کو بتادو کہ احمدی بچے بھی جب ایک فیصلہ کر کے کھڑے ہو جائیں تو بڑے بڑے انقلاب لانے میں مددگار بن جاتے ہیں۔“

(حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

مَیں اپنے پیاروں کی نسبت
ہر گز نہ کروں گا پسند کبھی
وہ چھوٹے درجہ پہ راضی ہوں
اور ان کی نگاہ رہے نیچی
تو ایک ہو ساری دنیا میں
کوئی ساجھی اور شریک نہ ہو
تو سب دنیا کو دے لیکن
خود تیرے ہاتھ میں بھیک نہ ہو

(از کلام محمود صفحہ 142 - 143)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز فرماتے ہیں:

ہر وقت (انٹرنیٹ، ٹی وی، ویڈیو گیمز اور فون) میں مگن رہنے سے مزاج بگڑ جاتے ہیں۔

سہولیات نے لوگوں کی مصروفیات اور دلچسپیوں کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے۔

بچے اپنے زیادہ تر اوقات سکولوں اور تعلیمی اداروں میں گزارتے ہیں اور گھروں میں واپس آکر انٹرنیٹ، ٹی وی چینلز، وڈیو گیمز اور فون وغیرہ کے ساتھ چمٹے دکھائی دیتے ہیں۔

ہر وقت انہی باتوں میں مگن رہنے سے مزاج بگڑ جاتے ہیں۔ اخلاق خراب ہو جاتے ہیں اور دین سے دوری اور عدم دلچسپی کا رجحان پیدا ہوتا ہے۔

ایسے ماحول اور معاشرے میں نیک نمونہ اور نیک باتوں کی نصیحت کے ذریعے اپنی اولاد کو دین کی طرف رغبت دلانا بہت ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایم ٹی اے کی نعمت سے نوازا ہے۔ اس پر میرے خطبات، تقاریر اور کلاسیں وغیرہ آتی ہیں اسی طرح اور بہت سے مفید پروگرام نشر کئے جاتے ہیں جن سے دینی تعلیمات اور عقائد کا پتہ چلتا ہے۔

اس نعمت سے خود بھی استفادہ کریں اور اہل و عیال کو بھی اپنے ساتھ شامل کریں۔ اسی طرح جب آپ اپنے اہل خانہ کی ضروریات اور خواہشات کا خیال رکھتے ہیں تو انہیں بھی اس بات کا پابند کریں کہ وہ دین کے معاملہ میں آپ کی باتیں مانیں۔ انہیں باقاعدگی کے ساتھ نمازیں پڑھنے اور روزانہ تلاوت کی عادت ڈالی۔

(الفضل 16 ستمبر 2016)

دعا

"خدا تعالیٰ نے مجھے بار بار بذریعہ الہامات کے یہی فرمایا ہے کہ جو کچھ ہو گا دعا ہی کے ذریعہ ہو گا۔"

(ملفوضات جلد 5 صفحہ 32)

یوم مصلح موعود کیوں مناتے ہیں اور یہ دن ہمیں کن ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرتا ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"مصلح موعود کی پیشگوئی کا دن ہم ایمانوں کو تازہ کرنے کے لیے مناتے ہیں کہ ہمارا مقصد اسلام کی سچائی اور آنحضرت ﷺ کی صداقت کو دُنیا پر قائم رکھنا ہے۔ یہ کوئی آپ کی پیدائش یا وفات کا دن نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعاؤں کو قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذُریّت میں سے ایک شخص کو پیدا کرنے کا نشان دکھلایا تھا جو خاص خصوصیت کا حامل تھا اور جس نے اسلام کی حقانیت دُنیا پر ثابت کرنی تھی اور اس کے ذریعہ جماعت کے لیے کئی اور ایسے راستے متعین کر دیے گئے کہ جن پہ چلتے ہوئے بعد میں آنے والے بھی ترقی کی منازل طے کرتے چلے جائیں گے۔ پس یہ دن ہمیشہ اپنی ذمہ داری کا احساس کرواتے ہوئے اسلام کی ترقی کے لیے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرنے کی طرف توجہ دلاتا اور دلانے والا ہونا چاہیے نہ کہ صرف ایک نشان کے پورا ہونے پر علمی اور ذوقی مزہ لے لیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20 فروری 2009ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 13 مارچ 2009ء)

لطائف

1. ایک بچہ گلی میں کھیل رہا تھا۔ سامنے والے مکان سے ایک کتا نکلا اور اس کے پاؤں چاٹنے لگا۔
بچہ روتا ہوا گھر آیا۔
ماں نے پوچھا: روکیوں رہے ہو؟ کہیں پڑوسی کے کتے نے تو کاٹ نہیں لیا؟
بچہ بولا: ابھی تو چکھ کر گیا ہے۔ کاٹنے تو کل آئے گا۔

2. ماسٹر صاحب نے کاہلی پر مضمون لکھ کر لانے کو کہا۔
ایک شاگرد کی کاپی چیک کی تو تمام صفحات خالی تھے
آخری صفحے کے نیچے لکھا تھا "اسے کہتے ہیں کاہلی۔"

3. بچہ پہلے دن اسکول سے واپس آیا۔
ماں نے پوچھا: "بیٹے آج تم نے کیا سیکھا؟"
"کچھ نہیں،" بچے نے سادگی سے جواب دیا۔
"کل پھر جانا پڑے گا۔"

NØTTER anses som en av den mest komplette kilde til energi og næring. De er en utmerket kilde til essensielle fettsyrer, vitaminer, mineraler og antioksidanter. Nøtter kommer i forskjellige varianter, som mandler, valnøtter, hasselnøtter, peanøtter og cashewnøtter. I tillegg er nøtter rike på fiber, noe som hjelper deg å bekjempe søtsug og forhindrer overspising.

Skrevet av Attia Muzaffar

OST er en svært gammel matvare og de første ostene ble fremstilt i forhistorisk tid. Ost er bra for helsen, og det er anbefalt for barn. Dette skyldes at ost er vist å redusere risikoen for diabetes type II. I tillegg til dette er ost rikt på B-vitaminer, kalsium og laktose som er fordelaktige for oss. Det er imidlertid ikke bra å spise for mye ost, da det inneholder fett, noe kroppen ikke trenger et overskudd av.

Skrevet av Holmlia og Bait-un-nasr

SPØRSMÅL MED HUDOOR[ABA]

Islams, og for øvrig Ahmadiyya Muslim Jama'at sin historie er fylt med eksemplariske kvinner. I nåværende alder ligger vi langt bak hvis vi sammenligner oss med dem. Hva kan vi gjøre, slik at generasjonene etter oss vil huske oss som eksemplariske kvinner?

«Det sies at hvis et menneske sover er det mulig å vekke det, men et menneske som later som om det sover er vanskelig å vekke. Når det kommer til å vekke dere, handler alle mine fredagsprekener og taler om hvordan dere kan forbedre dere. Når dere hører på mine taler sitter dere og nikker {…} men prøv å følge det jeg sier også i ettertid.»

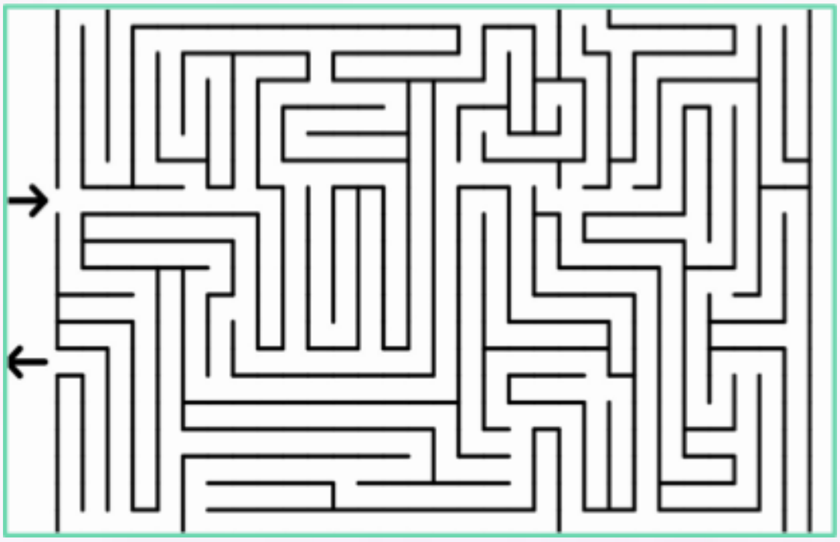

Hvilket sted i Norge ser vi på bildet? Trekk strek mellom sammenhørende bildet og nav

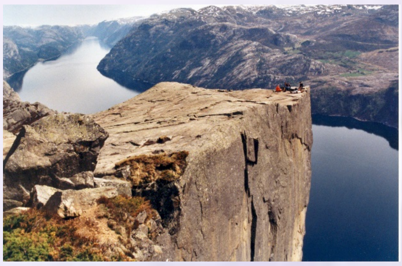

Trolltunga

Trollstigen

Prekestolen

BARNESIDE

HVORFOR FEIRER VI «YAUM-E-MUSL-E-MAUD»?

På den utlovede Messias[as] sin tid da andre religioner var sterkt imot muslimer i India mottok Den utlovede Messias[as] en åpenbaring fra Gud om å be i førti dager uten å snakke med noen. Dette var for å gi motstanderne et bevis på islams sannhet. Denne hendelsen fant sted i den indiske byen Hoshiarpur. Den utlovede Messias[as] mottok en profeti om en sønn som skulle besitte 52 ulike egenskaper deriblant å være et godt og klokt menneske. I denne profetien skulle denne sønnen få tre navn; det første navnet skulle være Fazl, deretter Mahmood og så Bashir-sani. I en annen profeti fikk den utlovede Messias[as] vite at sønnen skulle hete Fazl-e-Umar. Som et løfte fra Gud skulle denne profetien finne sted innen 9 år. Den 20. februar i 1886 annonserte den utlovede Messias[as] denne profetien på et grønt papir. Den 12. januar i 1889, tre år etter profetien ble Hadrat Mirza Bashir-du-Din Mahmood Ahmad[ra] født som senere ble den andre kalif. Denne profetien gikk i oppfyllelse den 20. februar og i den forbindelse markerer vi et arrangement kalt «Yaum-e-Musleh Maud». Vi feirer ikke bursdagen hans, men oppfyllelsen av profetien som den utlovede Messias[as] mottok fra Gud. Dette er et bevis på den utlovede Messias[as] sin og islams sannhet.

VET DU NÅR OG HVORFOR NASRAT ORGANISASJONEN BLE TIL?

Organisasjonen Nasirat ble satt i gang lenge etter opprettelsen av Lajna Ima'illah, selv om den på papiret ble til samtidig. Grunnen til dette var at et av målene til Lajna Ima'illah var å oppdra en generasjon som skulle tjene Jama'aten, og en egen organisasjon for jenter var dermed hensiktsmessig. Nasirat ble i praksis igangsatt den 23. februar 1939, og dens første samling ble ledet av Hadrat Umme-Nasir[ra], kone av den andre kalifen[ra]. Den nye organisasjonen startet arbeidet sitt under navnene «Binnat-e-Ahmadiyya», «Khadimat-e-Ahmadiyya» og «Nasrat-ul-Ahmadiyya», hvor den første lederen var Tayyaba Sadiqa. I 1945 ble Nasirat underordnet Lajna Ima'illah, og startet arbeidet slik vi kjenner det i dag.

Utdrag fra Zainab

Skrevet av Nida Kajal-Tari

Fem grunnleggende egenskaper:

Man bør lære opp sine barn fra barndommen til ikke å ta seg nær av ting, om man mister noe, eller noen snakker frekt til dem bør man opptre med toleranse. Toleranse aspektet bør ikke lærers bort bare ved å fortelle om det, men også praktisere dette. Den utlovede Messias[as] praktiserte gode egenskaper, og førte ikke bare ren tale med sine egne barn under deres oppdragelse.

Fjerde egenskapen handler om å anerkjenne og føle på smerten til de fattige og mindre heldige blant oss. Samt prøve å lindre deres smerte og hjelpe dem. Dette er også en egenskap som bør læres opp til barn fra en ung alder. Mødre som forteller og lærer barna sine om dette samt klarer å skape sympati i hjertene til deres barn vil etterlate en høytstående generasjon. (Fredagspreken 24.11.1989)

Utførelse av bønn:

Gud, den allmektige, har lagt stor vekt på bønn og tilbedelse – man bør være påpasselig med å be på tide, ikke henge seg opp i om man har tilgang på vann for *wudhu*, skitne klær eller et sted for å be. Be hvor enn du kan når du har muligheten og be på tide. Den hellige Profeten[saw] beretter følgende i en *hadith*;

«Min bakke, min moske: alt har blitt renset for meg.»

Videre beretter Den hellige profeten[saw];

«Mitt folk må utføre bønnen hvor enn de får tid og plass.»

Dette er læren og kunnskapen enhver Ahmadi muslim bør praktisere.

(Fredagspreken 03.10.2003)

MTA:

Den fjerde Kalifen beretter følgende:

«Dere må prøve å skape en endring i deres hjerter – en endring som vil rengjøre deres hjerter. MTA spiller en stor rolle innenfor disse endringene. Jeg opplevde en slik hendelse under et møte med noen. Jeg møtte en gang barn som mente at de følte at jeg ikke lenger var en del av dem. Jeg spurte dem om de noen gang så på MTA. Til dette fikk jeg svar; vi har ikke MTA hjemme hos oss. Jeg fikk sett forskjellen mellom de som ser på MTA og de som ikke gjør det».

(Al fazl international London 21.11.1997)

anbefalte fluormengden som er helt avgjørende for god tannhelse. I tillegg til vanlig tannpuss, kan man bidra til en god tannhelse med små tiltak som å skylle munnen med vann eller tygge sukkerfri tyggegummi etter et måltid. Dette vil bidra til å opprettholde gunstig pH i munnhulen og minke risikoen for karies og syreskader. Man kan redusere inntaket av sukkerholdige matvarer og kullsyreholdige drikker. Dette betyr absolutt ikke at man skal slutte helt å drikke brus, men for å minimere syrebelastingen på tennene kan man for eksempel bruke sugerør, og ta en tyggegummi etterpå.

Sist men ikke minst er det viktig å ikke glemme bruken av tanntråd. Tannbørsten når nemlig ikke frem til alle kriker og kroker i munnhulen, og bakterier vokser like godt foran og bak tennene som de gjør mellom tennene. En god tannhelse er enkel å bevare, og det er en viktig forutsetning for god helse generelt.

Noen gode råd

- Puss tenner morgen og kveld og tilfør anbefalt mengde fluor
- Bruk fluorskyllevann to ganger daglig
- Begrens inntaket av sukkerholdige og syrlige matvarer
- Bruk tanntråd

Kilder:

https://sml.snl.no/karies

https://forskning.no/forebyggende-helse-menneskekroppen-tenner-kjemi/2008/02/derfor-er-fluor-bra-tennene

https://en.wikipedia.org/wiki/Fluoride

bør begrense inntaket av er brus og annet kullsyreholdig vann, jus, syrlige frukter som sitrus og sukkerholdige varer. Når tennene utsettes for syre, vil kalsium løsne fra tannoverflaten slik at emaljen blir myk. Fluor forhindrer de ytterste lagene av tennene våre fra å løsne ved syreangrep. Det «klistrer» seg til kalsiumionene og «limer» det fast til tannen, slik at færre ioner løsner fra tannoverflaten ved syreangrep.

Ovenfor har jeg nevnt at fluor hemmer aktiviteten til bakterier som forårsaker hull. Bakterier som forårsaker karies (hull i tennene) befinner seg i et belegg rundt tennene kaldt plakk. Disse bakteriene er aktive hvis de får næringen de trenger over en viss tid, og viktig næring for dem er blant annet sukker. Kariesprosessen ødelegger emalje og dentinet fordi bakteriene danner organiske syrer som løser opp tennenes lag av hydroxyapatitt. Fluor spiller en viktig rolle når det gjelder å bekjempe karies. Først og fremst hemmer det et enzym kalt enolase, som er viktig i energisyntesen hos bakterier. Ved å hemme enolase vil fluor hemme bakterienes produksjon av organiske syrer, og dermed redusere risikoen for kariesutvikling

Noen gode råd:

- Puss tenner morgen og kveld og tilfør anbefalt mengde fluor
- Bruk fluorskyllevann to ganger daglig
- Begrens inntaket av sukkerholdige og syrlige matvarer
- Bruk tanntråd

Det er altså ingen tvil om at fluor er helt avgjørende for god tannhelse, men hvordan vet vi at vi bruker stoffet riktig? En vanlig tannpussrutine hos de fleste innebærer å pusse tennene med tannkrem, deretter skylle munnen med vann og så ferdig. De aller fleste tannkremene vi bruker er tilsatt fluor i form av saltet natriumfluorid (NaF). Når vi skyller munnen med vann etter tannpussen, skyller vi også ut fluoridet. Dette er ikke bra, ettersom fluor kun virke så lenge det er i munnen og rundt tennene våre.

I vesten er det vanlig at folk kun spytter ut etter tannpussen uten å skylle noe særlig mer med vann, og da får fluor gjort jobben sin. For mange kan dette være ubehagelig og uvant, og løsningen er at man da begynner med regelmessig bruk av fluorskyllevann (også kalt munnskyll). Hvis man etter tannpussen skyller munnen med fluorskyllevann tilsatt anbefalt mengde fluor (1400 ppm.), vil det ha god effekt på tannhelsen vår. Da er det viktig å ikke skylle igjen med vann etter munnskyllen, ettersom det også vil skylle ut fluoridet fra munnen.

Tannleger anbefaler å pusse tenner morgen og kveld, slik at tennene våre får påfyll av den

Hvorfor er fluor viktig for vår tannhelse?

Skrevet av Hadeeqa M. Butt

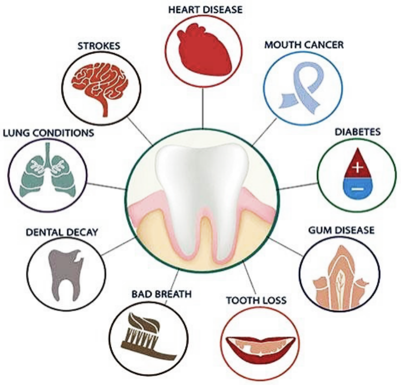

For mange går tannpuss ut på å pusse tennene med litt tannkrem på tannbørsten, spytte ut, skylle munnen med vann og så ferdig! Hvis du er en av dem, burde du kanskje vurdere å gjøre noen endringer i tannpussrutinen din. For å forstå behovet for endringer, er det viktig å vite hvorfor man egentlig pusser tennene.

Det er hele 7 hovedgrunner til hvorfor det er viktig å pusse tennene to ganger om dagen, både morgen og kveld:

1. Vi trenger påfyll av fluor
2. Unngå vekst av bakterier
3. Vi produserer mindre spytt om natten
4. Beskytte mot tannstein
5. Beskytte tannkjøttet
6. Sikre frisk pust
7. For å få bedre helse totalt

De aller fleste forstår at de må pusse tennene for å holde dem rene, unngå dannelse av hull og for å sikre frisk pust. Det de ikke vet, er hvordan og hvorfor fluor er en avgjørende faktor for å bidra til dette. Hva er egentlig fluor? Fluor er et grunnstoff med kjemisk symbol F. Fluor forekommer i naturlig form, men finnes også i flere mineraler og kjemiske forbindelser.

> Fluor er det mest effektive midlet vi har for å forhindre at det oppstår eller utvikler hull i tennene.

Fluor bidrar til å bekjempe begynnende hull. Emaljen blir mer motstandsdyktig mot syreangrep når det er fluor tilstede, og fluor hemmer aktiviteten til bakterier som forårsaker hull.

Tannemaljen vår er laget av et stoff kalt hydroxyapatitt, som er et hardt mineral bestående av kalsium og fosfat. Resten av skjelettet i kroppen vår er også laget av hydroxyapatitt, og med dette forstår vi at tennene våre er en form for beinvev. Den største «fienden» for tennene våre er syre, og de utsettes for lav pH etter inntak av mat, det vil si en sterkere surhetsgrad enn det vi normalt har i munnen, nemlig 7. Særlig sure matvarer som vi

Her tok han imot det første troskapsløftet – Bai'at. Under den første innvielsen var det 40 personer som omfavnet Ahmadiyya Muslim Jama'at.

- Desember 1891 ble det første årsmøte, Jalsa Salana, arrangert i Qadian i Aqsa-moskeen, med et oppmøte på 75 deltakere.
- I 1894 gikk en av de største profetiene i oppfyllelse som en stadfestelse av Hadrat Mirza Ghulam Ahmads sannhet. Dette var profetien om sol- og måneformørkelse som skulle inntreffe etter gitte kriterier og i gitt tidsrom.
- Ved folketelling i 1901 ble denne retningen kalt for «Ahmadiyya retning i islam».
- Han ble meget syk natt til 26. mai 1908, og den påfølgende morgenen rundt klokken halvelleve gikk han bort. Under tidspunktet for sin bortgang befant han seg i Lahore i dagens Pakistan. Den 27. mai 1908 ble han gravlagt i Qadian i Bahishti Maqbarah.
- Han skrev over 80 bøker gjennom sitt liv. Noen få av disse er nevnt nedenfor:

Barahin-e-Ahmadiyya
Fath-e-Islam
Haqiqatul-Wahi
Taryaq-ul-Quloob
Kashti-e-Nooh
Zaroorat-ul-Imam
Aina-e-Kamalat-e-Islam
Anjam-e-Atham
Islami Usool ki Philosophy
Al-Wasiyyat
Massih Hindustan Mein
Siraj-e-Munir

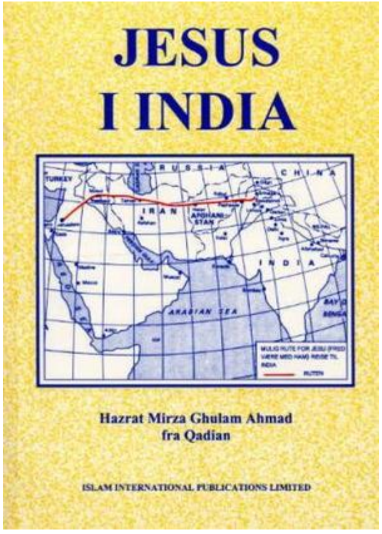

Kilde: *Kamyabi ki rahen, første utgave 2016, bind 1, side 55 – 59, bind 2, side 14 – 23*
Dini Nisab – Nomubayyin ki tarbiyyat ke liye, andre utgave 2001, side 227- 233

- Den første åpenbaringen fikk han i 1865. Den lød:

«Du vil leve mer eller mindre i 80 år, og du vil leve så lenge at du vil kunne vitne kommende generasjoner»

(Tadkirah, utgitt 1969, side 7)

- Han jobbet i Sialkot fra 1864-1868.

- På slutten av året 1875 eller på begynnelsen av 1876 fastet han 8-9 måneder i strekk, og mottok masse gudommelig lys og åpenbaringer.

- Moren hans døde i 1868 og faren gikk bort i 1876.

- I 1882 etter åpenbaring fra Den allmektig e Gud, sto han frem og proklamerte at han var utnevnt av Gud som denne tidens reformater. Disse åpenbaringene fortsatte med en økende hyppighet, og han ble etter hvert gjort klar over at han også var Den utlovede Messias og Mahdi hvis ankomst profeten Muhammad[saw] hadde varslet om. Han kunngjorde dette i henholdsvis 1890 og 1891.

- Den 17. november 1884 giftet han seg med Syeda Nusrat Jahan Begum som var fra en prominent familie i Dehli. Fra dette giftermålet fikk han ti barn. Fem av dem døde tidlig i barndommen, mens de resterende fem overlevde og tjente trossamfunnet hele sitt liv.

  Hadrat Mirza Bashiruddin Mahmood Ahmad[ra] (1889-1965)
  Hadrat Mirza Bashir Ahmad (1893-1963)
  Hadrat Mirza Sharif Ahmad (1895-1941)
  Hadrat Nawab Mubarika Begum (1897-1977).
  Hadrat Nawab Amtul Hafiz Begum (1904-1987)

- I 1886 reiste han til Hushiarpur og tilbrakte førti dager kun i tilbedelse. I løpet av denne perioden mottok han flere åpenbaringer, og en av dem var om den utlovede sønn som skulle reformere verden. Denne profetien ble kunngjort den 20. februar 1886.

- 23. mars 1889 ble Ahmadiyya Muslim Jama'at i islam grunnlagt etter påbud fra Gud i form av en åpenbaring. Den første innvielsen fant sted i Ludhiana i huset til Hadrat Sufi Ahmad Jaan.

Biografi av grunnleggeren av Ahmadiyya Muslimsk Trossamfunn

Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad[as]

Skrevet av Samina Zahoor

- Hadrat Mirza Ghulam Ahmad[as] ble født den 13. februar 1835 på en fredag i Qadian, Punjab i India.

- Moren hans het Hadrat Charagh Bibi, og faren var Hadrat Mirza Ghulam Murtaza.

- Barndommen hans bar preg av enkelhet. Til tross for at han ble født i en rik familie, likte han ikke å kaste bort tiden sin på unyttig lek og spill. Han var alltid med på aktiviteter han kunne lære av. Til tross for en grunnleggende utdanning, var han meget glad i å fordype seg i religiøs litteratur og ikke minst Den hellige Koranen. Allerede fra barndommen besittet hans vesen en slik ærlighet og en slik tiltrekningskraft at hans holdninger og tanker gjorde dypt inntrykk på både kjente og ukjente.

- Han giftet seg med Hurmat Bibi i en alder av 15-16 år. Hun var datteren til hans onkel. Med henne fikk han to sønner:

  Hadrat Mirza Sultan Ahmad
  Hadrat Mirza Fazal Ahmad

Waqfaat - Overnattingsrapport

Takket være Guds velsignelse arrangerte Waqfat-e-Nau overnatting på moskéen den 23. og 24. desember 2017. Det var 21 waqfat til stede.

Klassen startet med resitasjon av Den hellige Koranen og diktopplesning. Deretter rettet Sadar Sahiba alle Waqfat sin oppmerksomhet mot deres ansvar etterfulgt av stillebønn. Jentene ble delt inn i to grupper fordelt etter alder. Shazia Ali og Nabila Cheema ble utnevnt som gruppeledere. Alle waqfat utførte sine tildelte oppgaver og var svært pliktoppfyllende. Måtte Gud velsigne være med dem.

Jenter fra trettenårsalderen diskuterte viktigheten av Waqf-e-Nau og deres ansvar. Det ble holdt en presentasjon om livet til Hadrat Nasira Begum[ra], som var moren til vår nåværende kalif. Under presentasjonen ble det blant annet fortalt hvordan hun oppdro sine barn ved å lære dem diverse etiketter. Disse etikettene bidro til en høy moral hos barna. Deltakerne fikk en introduksjon i sura Al-Nisa; dets innhold og de enkelte temaene som tas opp i kapittelet. Det ble stilt særlig mange spørsmål angående ekteskap og polygami i islam. Spørsmålene ble besvart etter beste evne og forståelse.

Jenter yngre enn 13 år fikk en forenklet forklaring om Waqf-e-Nau og hensikten bak denne ordningen. Deretter ble Waqfat bedt om å fortelle hvilke egenskaper en Waqf-e-Nau burde ha. Det ble snakket om Guds vesen og tolkningen av sura Al-Fatiha. Det ble også forklart hvorfor det er viktig å hilse med *Salaam* og respektere foreldre.

Shahana Hafeez fortalte om kunst og håndverk.

Den første dagen ble det arrangert fysiske aktiviteter for Waqfat i Masroor-hallen. Jentene tilberedet maten på egenhånd med hjelp fra Shamma Shakir Sahiba. På menyen var det nanbrød fylt med kjøttdeig og pizza. Maten ble servert og alle nøt fargerik iskrem med fruktsalat til dessert.

Den andre dagen tilberedte vår kjære Waqfat frokost for alle, noe som ikke var så lett. De ryddet deretter også kjøkkenet og moskéen.

Gruppen bestående av eldre jenter fikk nyttige og gode tips for hud- og hårpleie. Etter det ble de fortalt hvordan vi kan bevise ved hjelp av Den hellige Koranen at det er usunt for vår fysiske og psykiske helse å spise svin. Viktigheten av renslighet ble også diskutert, hvor det blant annet ble snakket om å brette sengetøy, brette klær, børste tenner og ivaretakelse av håret. Det ble fremvist eksempler gjennom historier hvorfor man burde tenke seg om før man snakker og at man burde kontrollere sinne sitt. Den yngre gruppen lagde fargerike takkekort til sine familier.

Overnattingen og programmet ble avsluttet etter *zuhur*. Deretter deltok Waqfat på et fellesseminar om bønn.

dukket opp, men gutten fortsatte lenge etter det også. Da han til slutt fant ut at den mindreårige egentlig var Hadrat Mirza Bashir-ud-Din Mahmood Ahmad[ra], skyndte han seg bort for å hilse på ham. Hadrat Sheikh Ghulam Ahmad spurte ham:

«Hva har du bedt om fra Allah i kveld?»

Til dette svarte den andre kalif[ra]:

"Jeg har kun bedt Allah om å gi meg evnen til å se islam som en levende religion."

Dette viser tydelig at den andre kalifen[ra] delte bekymringen over islams tilstand med den utlovede Messias[as], og at han hadde innsett behovet for reformeringen av muslimer og betydningen av å gjenopprette islams sanne lære. Han tilbrakte så mye tid i bønn uten å be om personlig tjenester fra Gud den allmektig e. Det eneste han ønsket, var at han selv skulle oppleve at den rene islam ble gjenopprettet.

En annen hendelse som viser den utlovede Reformator sin sterke gudstro lyder som følgende:

«Den 26. mai 1908 stod Jama'aten overfor en av sine største prøvelser. Det var den dagen Den utlovede Messias[as] forlot dennr verden og noen medlemmer i Jama'aten ble usikre og fortvilte over Jama'atens fremtid. Da den andre kalifen[ra] hørte dette, sto han ved Den utlovede Messias[as] og sa: "Selv om alle skulle forlate deg og jeg er alene, vil jeg stå ved din side og møte all motstand mot din misjon.»
(Al-Fazl, 02.01.1963)

Hele livet til den andre kalifen[ra] er et bevis på profetiens sannhet. Dette ble tydelig allerede under hans barndom. Han var kun 25 år gammel da han ble valgt for å være den andre kalif og dedikerte hele sitt liv med å fremme arbeidet til den utlovede Messias[as]. Han etablerte Jama'atens struktur slik vi kjenner den i dag og for dette vil vi og fremtidige generasjoner være evig takknemlige for.

Helt fra fødselen av hadde den utlovede Messias[as] og Hadrat Amma Jaan stort fokus på den åndelige opplæringen til den andre kalifen[ra]. Han lærte å resitere Den hellige Koranen av Hafiz Ahmad Sahib[ra]. Da han hadde klart å lese ferdig Koranen arrangerte Den utlovede Messias[as] en fin avslutningsseremoni for sin sønn og skrev diktet «*Mahmood ki amin*» som resiteres den dag i gag. Under oppdragelsen fikk den andre kalifen[ra] viktig opplæring for sitt hverdagslige liv slik at han utviklet en åndelig holdning. Da den andre kalifen[ra] var et lite barn spurte han sin lillebror:

«Hva er det viktigste man kan besitte; kunnskap eller rikdom?»

Lillebroren ble usikker og derfor valgte den andre kalifen[ra] oppsøke sin far. Da den utlovede Messias[as] ble stilt det samme spørsmålet svarte han;

«Hverken det ene eller det andre. Det viktigste og mest verdifulle dere kan oppnå i livet, er ingenting annet enn Guds velsignelse."

Ved hjelp av dette svaret lærte den utlovede Messias[as] sine unge barn at både kunnskap og rikdom er meningsløse uten Guds velsignelse.

Som barn var den andre kalifen[ra] ikke som barn flest. Allerede i en ung alder var han veldig dedikert til bønn og opptatt med å forstå omfanget til sin fars arbeid. Til tross for en del helseplager, var hans tørst etter tilbedelse og religiøs kunnskap tydelig helt fra hans barndom. Hadrat Mufti Muhammad Sadiq[ra] var en av ledsagerne til den utlovede Messias[as] og fikk muligheten til å tilbringe tid med den andre kalifen[ra] da han var et barn. Han nevnte tre ting som kjennetegnet den andre kalifen[ra]; hans godhet, hans urokkelige ærlighet under alle situasjoner og for det tredje hans interesse for religion. Han opplevde ofte at den andre kalifen[ra] stod rett ved siden av den utlovede Messias[as] under bønnene. En gang så han den andre kalifen[ra] utføre bønn sammen med den utlovede Messias[as] i Aqsa-moskeen i en alder av ti år. Selv om han kun var et barn, var han fullstendig konsentrert og gråt mens han ba til Den allmektige Gud.

En annen ledsager av den utlovede Messias[as], Hadrat Sheikh Ghulam Ahmad[ra], forteller at han en gang tenkte å dra til Mubarak moskeen i Qadian for å tilbringe hele natten i tilbedelse av Gud, den Allmektige. Da han kom til moskeen, så han en ung gutt dypt konsentrert i bønn. Den åndelige følelsen var så berørende at selv Hadrat Sheikh Ghulam Ahmad[ra] begynte å be til Gud om å skjenke denne gutten hva enn han bønnfalte om. Han forteller at han ikke visste hvor lenge gutten hadde holdt på før han

Barndommen til den andre kalifen[ra]

Skrevet av Mahum Qureshi

«Velsignet er han som kommer fra himmelen. En stor nåde vil følge han. Han vil være en prakt med storhet og rikdom. Han vil komme til verden, og rense mange for deres åndelige sykdommer ved sitt helbredende vesen og velsignelse fra sannhetens ånd. Han er Allahs tegn, for Guds barmhjertighet og hederlighet har sendt ham ved Sin forherligelse. Han vil være meget vis og klok, og ha et overbærende hjerte, og vil være full av både verdslig og åndelig viten. Hans berømmelse vil spre seg til verdens ender og folk vil bli velsignet gjennom ham.»
(Kunngjøring 22. Februar 1886)

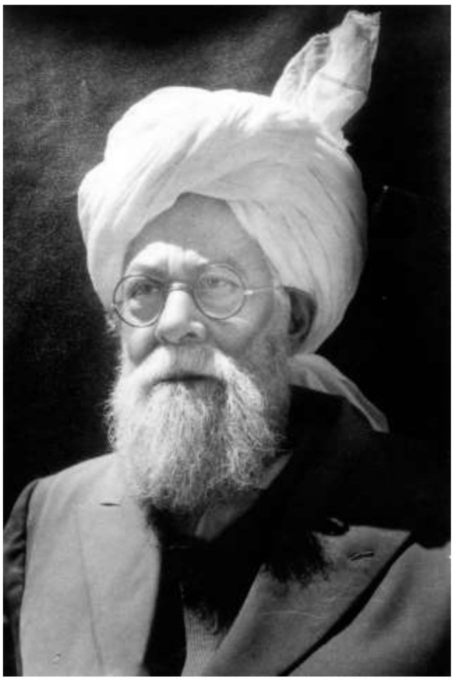

Disse velsignede ordene er en del av profetien, som den utlovede Messias[as] publiserte etter at han viet all sin tid til bønn og tilbedelse av Allah i 40 dager i byen Hoshiarpur i India. Denne profetien gir en gledelig nyhet om den utlovede Sønnen, som skulle være et middel for å spre islam og *Tawheed* (Guds enhet), og for å avdekke den sanne statusen, til den ærverdige Profeten[saw] for hele verden. Den inneholdt 52 kvaliteter av den andre kalifen[ra].

Den 12. januar 1889 tre år etter at den utlovede Messias[as] publiserte denne profetien, ble han og hans kone Hadrat Nusrat Jahan Begum skjenket en sønn som fikk navnet Mirza Bashir-ud-Din Mahmood Ahmad. Det hadde også blitt fortalt om den utlovede sønn i en *hadith* av Den hellige Profeten[sa]:

"Messias, vil gifte seg og få avkom."

I denne profetien ble den utlovede Messias[as] skjenket et budskap om en sønn som skulle bli den utlovede Reformatoren. Allah den Allmektig e hadde åpenbart for Den hellige Profeten[saw] at den utlovede Messias[as] ville gifte seg og få avkom. Det ble påpekt at Allah vil skjenke dem en sønn som vil jobbe i tråd med den utlovede Messias[as] sin lære og hjelpe til med å spre den sanne islam og han vil være blant Allahs ærverdige tjenere. (Swaneh Fazl-e-Umer, Vol 1, side 25-26)

Folket i Mekka forsøkte med alle slags fristelser å overtale Profeten[saw] til å gi opp sin motstand mot avgudsdyrkelse (Tabari). Onkelen Abu Talib frarådet også den hellige Profeten[saw] mot å fordømme avgudsdyrkelse. Han uttrykte sin frykt overfor Profeten[saw] om at han snart måtte ta valget mellom motstand fra sitt folk eller slutte å forsvare sin nevø. Det eneste svaret Profeten[saw] ga sin onkel ved denne anledning var:

«Om disse menneskene plasserte solen i min høyre hånd og månen i min venstre, selv da ville jeg ikke avstå fra å hevde og forkynne om Guds Enhet».

Under slaget ved Uhud, da en gruppe sårede muslimer samlet seg rundt ham, mens deres fiender ga utløp for sine følelser ved å juble over å ha brutt de muslimske rekkene, ropte deres leder Abu Sufiyan:

«Æret være Hubal!, Æret være Hubal!»

Til tross for at det beste for Profeten[saw] og hans lille gruppe av muslimer var å ligge stille svarte de med iver:

«Til Allah alene tilhører seier og heder! Til Allah alene tilhører seier og heder!» (Bukhari)

Den hellige Profeten[saw] sin kjærlighet og hengivenhet til Gud uttrykte seg på ulike måter. For eksempel hver gang det etter en tørkeperiode begynte å regne, pleide han ta ut tungen for å fange en regndråpe og si:

«Her er det siste godet fra min Herre.»

Han var stadig opptatt av å be om Guds tilgivelse, spesielt da han satt blant folk i sitt eget følge eller andre beslektet med ham. Og han mente at muslimer generelt burde redde seg selv fra guddommelig vrede, og dermed gjøre seg fortjent til guddommelig tilgivelse. Den hellige Profeten[saw] var alltid bevisst på at han alltid var i Guds nærvær. Når han la seg for å sove, pleide han å si:

«Å, Allah! La meg dø med ditt navn på mine lepper og la meg stå opp med ditt navn på mine lepper.»

Og når han sto opp sa han:

«All lovprisning tilkommer Allah som har brakt meg til livet etter døden og en dag skal vi alle samles hos Ham.» (*Bukhari*)

Han lengtet konstant etter Guds nærhet, og en av hans ofte gjentatte bønner var:

«Å, Allah! Fyll mitt hjerte med Ditt lys, og fyll mine øyne med Ditt lys, og fyll mine ører med Ditt lys, og bring Ditt lys på min høyre side, og bring Ditt lys på min venstre side, og bring Ditt lys over meg, og bring Ditt lys under meg, og bring Ditt lys foran meg, og bring Ditt lys bak meg, og gjør du, å, Allah, hele meg til lys.»
(*Bukhari*)

Den hellige Profeten[saw] sin kjærlighet for Gud

Skrevet av Shazia Ali

Profeten Muhammad[saw] ble født i en tid da nesten hele Arabia var preget av en polyteisme. Menneskene i Mekka hadde skapt avguder som de tilba. Allerede i sin barndom tok han sterkt avstand fra slike skikker.

I Arabia var det en kjent avgud ved navn *Bawana* som innbyggerne tilba. *Bawana* var en høyt betraktet avgud. Profetens onkel Abu Talib pleide å dra med sitt folk for å tilbe denne og ønsket å ta med seg Profeten. Men Den hellige Profeten[saw] nektet å utføre avgudsdyrkelse. En dag klarte hans tanter å overtale han til å dra, men da Profeten[saw] kom tilbake var han svært bekymret og hans tanter spurte hva som plaget han. Han fortalte at i det han nærmet seg *Bawana* så han en mann i hvit frakk som sa:

«Å Muhammad hold deg unna den og ikke rør den».

Etter denne hendelsen tok ikke hans tanter med ham og slik klarte Gud å holde profeten Muhammad[saw] unna avgudsdyrkelse. Jo eldre profeten[saw] ble, desto tydeligere ble hans kjærlighet ovenfor Gud. Profeten[saw] sin kjærlighet ovenfor Allah var så sterk at han pleide å dra langt vekk fra Mekka til en hule kalt ved navn *Hira* for å tilbe den Ene Gud. Han tilbrakte flere dager i hulen, og det var i denne hulen at Profeten Muhammad[saw] mottok sin første åpenbaring fra Gud om sitt profetdømme.

Den hellige Profeten[saw] sin kjærlighet var så høytidelig at han tilbrakte mesteparten av sin tid i tilbedelse og lovprisning av Gud. Ved midnatt pleide han å forlate sin seng for å be. Noen ganger sto han så lenge i bønn at føttene hans hovnet opp.

Ved en anledning sa Aisha[ra] til han:
«Gud har beæret deg med sin kjærlighet og nærhet, så hvorfor utsetter du deg selv for så mye ubehag?»

Han svarte:
«Hvis Gud ved sin nåde og barmhjertighet har tildelt meg Sin kjærlighet og nærhet, er det da ikke min plikt å gjengjelde takknemlighet overfor Ham? Takknemligheten bør tilta i forhold til det som mottas.»

Støtte og veiledning fra trossamfunnet

Takket være Guds nåde er vi velsignet med et system i Jama'aten som kan hjelpe oss under hvert steg i beslutningsprosessen ved valg av karriere, og hvordan vi kan oppnå våre mål. Som i andre saker er det også viktig at vi ber til Allah for veiledning når det gjelder karrierevalg. Ved å utføre *istakhara* og skrive brev til Hudoor[aba] for veiledning kan vi ta denne beslutningen.

Jama'aten her i Norge arrangerer årlig seminarer spesielt for å veilede den yngre generasjonen. Disse seminarene er både for jenter og gutter som skal søke videre utdanning. De siste årene har det vært representanter fra ulike institutter på disse seminarene. De gir informasjon om de ulike mulighetene de tilbyr og retningslinjer for søkeprosessen for det spesifikke studiet. De har informasjonsboder hvor man kan få informasjon om ulike studiemuligheter og samtidig stille spørsmål.

Takket være Allahs velsignelse har vi en Jama'at bestående av mange forskjellige personer i ulike fagfelt og med nettverk utenfor Jama'aten. Vi trenger dermed ikke å gå langt for å få hjelp og veiledning i denne saken. I tillegg er Jama'aten også en mulig arena der vi kan få erfaring i ulike felter og bygge våre CV-er. Medlemmer av Jama'aten kan brukes som referanser når man søker jobb, og vi har eksempler på folk som har fått jobb som følge av det. Jama'aten er en god støtte i denne prosessen og en verdifull ressurs når det gjelder å skaffe erfaring og nettverk.

Karriere eller familie?

Det forstås ofte at kvinner ikke kan jobbe eller tilegne seg utdanning etter at de er gift. Islam forbyr på ingen måte kvinner å jobbe etter ekteskapsinngåelse. Ja, det er sant at kvinner har fått hovedansvaret for å oppdra sine barn mens menn har fått ansvaret for å sørge for familien. Likevel betyr det på ingen måte at mannen er fritatt fra alle plikter og oppdragelse av sine barn. På samme måte har kvinner rett til å arbeide hvis de klarer å gjøre det samtidig som de oppfyller sine plikter overfor sine barn, ektemann og hjem. Hudoor[aba] adresserte Lajna Ima'illah i Canada (Hudoor[aba] i møte med Lajna Ima'illah studenter i Canada i 2012) og sa at jenter skal informere sine fremtidige ektefeller før ekteskap hvis de ønsker å fortsette sin utdanning, men samtidig ikke avslå gode ekteskapsforslag bare på grunn av dette. Han sa også at kvinner kan studere og jobbe når barna ikke er avhengige av deres mødre og har nådd skolealder.

Til slutt vil jeg si at vi alltid bør huske at vår første plikt er overfor Allah og så overfor våre familier. Vi bør velge karrierer som ikke går i strid med våre plikter og vår tro.

utdanning er for alle jentene i trossamfunnet vårt. Ved en anledning sa Khalifatul-Masih IV[ra] at jenter bør oppfordres til å utmerke seg i utdanning og videre ta høyere utdanning. På samme måte understrekte Hadrat Mirza Masroor Ahmad[aba] dette poenget under Waqf-e-Nau Ijtema i London 2015:

«Den hellige Profeten[saw] sa at visdom er som den tapte eiendelen til den troende – når den er funnet, skal han eller hun gripe den. Derfor skal våre kvinner og jenter, og spesielt Waqfat-e-Nau, etablere en høy standard for utdanning, og de bør derfor strebe etter å bruke den kunnskapen til å være til nytte for verden.»

Karrierevalg for Lajna Ima'illah

I sine prekener og møter med Waqf-e-Nau, har Hudoor[ab] uttalt seg om hvordan, og på hvilke måter Waqfat-e-Nau kan tjene Jama'aten ut fra sine evner. Hudoor[aba] sa at jenter ikke kan sendes hvor som helst og bli bedt om å jobbe med hva som helst. På grunn av noen spesielle behov kan ikke jenter bli bedt om å jobbe på samme måte som gutter. Ved flere anledninger har Hudoor[aba] veiledet Waqfat-e-Nau til å velge en gunstig karriere. De samme rådene gjelder også for jenter og kvinner som ikke er en del av Waqf-e-Nau ordningen.

Generelt har både den fjerde og femte kalifen oppfordret jenter til å velge karriere der de kan tjene både Jama'aten og menneskeheten, som er de to hovedformålene ved vår skapelse. Ved flere anledninger har Khalifatul-Masih IV gitt råd til Waqfat-e-Nau om at de skal velge karrierer innenfor lingvistikk, medisin, pedagogikk, journalistikk og forskning. Hudoor[aba] fortsatte med å si at jenter også kunne velge karriere som dataspesialister. Sykepleier er også et gunstig valg som karriere. Hudoor[aba] sa ved en annen anledning at jenter kunne velge karriere som sykepleier og senere tilby sin tjeneste til trossamfunnet i for eksempel utviklingsland i Afrika. Han konkluderte med at jentene kan velge mange ulike karriere og kan selv kan selv uten mye samvær med menn, gjøre en god jobb.

Under et møte med Waqfeen-e-Nau i Tyskland den 27. Mai, 2012 fortalte Hudoor[aba] jentene at de burde velge bort yrker der hijab ikke er tillatt og helst velge et mer gunstig studium.

Da Hudoor[aba] ble spurt om arkeologi var et gunstig valg for utdanning svarte Hudoor[aba] «Ja, om det interesserer deg.» Hudoor[aba] sa arkitektur er også et godt valg. Han fortsatte:

«hvis du er flink i statistikk og har interesse for det kan du velge en karriere innenfor for dette området.»

Data og grafikk er også gode valg for jenter. Å studere psykologi kan være svært nyttig. Hudoor[aba] sa at psykologi er svært nyttig, det kan brukes i mange ulike områder, ved forskning, undervisning eller opplæring. Kort sagt er de fleste karrierer gunstige for jenter. Det er viktig å huske på at våre karrierevalg også skal gjenspeile islamske verdier.

Utdanning og karrierevalg for Ahmadi-Muslimske kvinner

Råd fra Khalifene i Ahmadiyya Muslim Jama'at

Skrevet av Salmana Batul Ahmad

Valg av utdanning og karriere er et stort valg som påvirker alle aspekter av ens live, alt fra inntekt, muligheter og egenutvikling som person. I denne artikkelen ønsker jeg å gi unge Lajna Ima'illah noen råd om dette emnet med utgangspunkt i rådene gitt av tidligere kalifene, samtidig vil jeg fortelle hva vår nåværende kalif Hadrat Mirza Masroor Ahmad[aba] råder med tanke på gjeldende forhold i samfunnet. Jeg vil først drøfte viktigheten av utdanning for kvinner i lys av de islamske verdiene og hva slags yrker som kan være best egnet for oss kvinner. Deretter vil jeg trekke inn hvordan Ahmadiyya Muslim Jama'at kan gi støtte og veilede unge kvinner når de skal ta denne viktige beslutningen. Sist, men ikke minst vil jeg snakke om hvordan karriereliv kan kombineres med familielivet.

Viktigheten av utdanning i islam

Islam understreker at utdanning er like viktig for både menn og kvinner, og Den hellige Profeten[saw] sa at utdanning er obligatorisk for begge kjønn. Han sa:

«Enhver muslimsk mann og kvinne er pliktet til å tilegne seg kunnskap.»

Den hellige Profeten[saw] formante oss til å *«søke kunnskap, selv om du må dra til Kina»* og å *«søke kunnskap fra vuggen til graven»*. Fra veldig tidlig alder, lærer vi å be for å øke vår kunnskap *«skjenk meg økt kunnskap»*.
Sura Taha, vers 115

رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا

Ifølge islam er mening med vår skapelse å tjene Allah og Hans skapninger. Vi kan aldri tjene Allah på en god måte om vi ikke skaffer oss kunnskap og ikke forsøker å forstå omgivelsene Han har skapt rundt oss. Dermed er det vår plikt som Ahmadiyya muslimske kvinner å utdanne oss.

Hadrat Khalifatul-Masih II[ra] følte at deltagelsen til Ahmadi kvinner i Jama'atens arbeid var essensielt for Jama'atens fremgang, dermed følte han at det var nødvendig at for kvinnene å etablere sin egen organisasjon. En organisasjon tilrettelagt for utvikling og forbedring av kvinners religiøse og verdslige kunnskap. Han ønsket økt fokus på kvinners utdanning slik at de kunne bedre oppdra den fremtidige generasjonen, og bidra til styrking av trossamfunnet. Dermed etablerte den andre kalifen en underorganisasjon for kvinner, nemlig Lajna Ima'illah.

Alle kalifene våre har gjennom årene ved flere anledninger understreket hvor viktig

Man tar i bruk terminologien *Raziallah* etter navnet på de som har gått bort etter å ha akseptert profeten i hans liv og utført *Bai'at* ved hans hånd. Man tar i bruk *Rehamullah* etter navnet på de kalifene som har kommet etter dem. Den tredje og fjerde kalifen etter Den utlovede Messias var ikke blant hans følgesvenner, men levde etter hans bortgang. Derfor bruker man *Rehamullah* etter navnene deres.

4) Hvorfor barberer man hodet til et spedbarn?

Å barbere hodet til et spedbarn er *sunnah*. Når et barn blir født utføres en *aqiqa* (slakting). Det utføres et offer av en sau dersom det er en jente og offer av to sauer dersom det er en gutt. Dette kjøttet går ikke til veldedighet og man kan spise kjøttet selv. Når det gjelder å barbere håret blir dette veid og vekten av håret gis i sølv eller gull til de fattige. Selve *aqiqa* er et ritual som blir utført for at barnet skal få et langt og velsignet liv. Den hellige Profeten[saw] viste oss hvordan dette skulle utføres og det er grunnen til at vi gjør det den dag i dag.

5) En jente stilte dette spørsmålet til Hudoor[aba]: Jeg underviser på videregående skole og lurte på om jeg kan bli sendt til Afrika for frivillig arbeid?

Hudoor[aba] spurte aller først jenta om hun var gift. Hun svarte nei, men hun ønsker å utføre frivillig arbeid i Afrika. Hudoor[aba] sa: «Du kan sende inn en søknad og det blir enklere for deg dersom du gifter deg med en som også er waqf.» Deretter spurte Hudoor[aba] henne om hun var i gifteklar alder, og jenta svarte at det var hun. Til slutt sa Hudoor[aba] «Gift deg først så kan du få reise til Afrika».

6) Hva er de viktigste og grunnleggende verdiene som en Waqf-e-Nau bør besitte?

Bli en gudfryktig og ydmyk person som ber de fem daglige bønnene og resiterer Den hellige Koranen med oversettelse. Prøv å forstå den sanne læren til Den hellige Koranen og deretter streve etter å handle i tråd med den. Videre sa Hudoor[aba]: Dere må være åndelig klare i den forstand at dere handler i tråd med denne læren, samtidig som dere kan klare å lære den videre til andre. Dere skal være et forbilde for andre.

SPØRSMÅL OG SVAR MED HUDOOR[ABA]

Waqf-e-nau

Oversatt av Shoba Waqf-e-Nau

Oversettet fra Alfazal International (10 juni 2016--16 juni 2016)

1) Hvilken bønn – dua – burde enhver jente resitere?

Den beste bønn er å lese alle de fem daglige bønnene og resitere Koranen regelmessig.

2) Hva sier den hellige Koranen om Big Bang-teorien?

Ingen andre religiøse skrifter enn den hellige Koranen sier noe om Big Bang. Hvordan universet var før, hvordan universet ble sprengt og hvordan den senere utviklet seg til det den er i dag. Det er kun Den hellige Koranen som nevner Big Bang og det sorte Hullet.

3) Hva er årsaken til at tredje og fjerde kalif blir nevnt med *Rehamullah* – «måtte Allah vise dem nåde» - mens alle de fem kalifene etter den hellige Profeten (måtte Allahs velsignelser og fred være med han) blir nevnt med *Raziallah* – «måtte Allah være tilfreds med dem»?

det beløpet Rabyoon Sahib hadde betalt i chanda. Takket være Allahs velsignelser fortsetter Rabyoon Sahib den dag i dag med å utmerke seg innenfor økonomisk ofring.»

Hudoor[aba] berettet en annen hendelse fra fredagspreken den 6.11.2015 knyttet til Tahrik-e -jadid:

«Lokal misjonær fra Kongo skriver at en Ahmadi hadde en lovnad på 2000 franc for Tahrik-e -jadid, men var arbeidsløs på det øyeblikket. En uke senere fikk han sjefsstilling og betalte sin chanda regelmessig. Han sier at dette er alt takket være Allahs velsignelse og velsignelse av å betale chanda.»

Den siste hendelsen jeg vil nevne er fra fredagspreken den 7.11.2014 angående *Tahrik-e-Jadid*. En ahmadiyyamuslim fra Tanzania forteller at han var arbeidsløs en god stund men fikk jobb i et firma som vekter. På dette tidspunktet lovet han seg selv at han skulle betale *chanda* og fikk deretter fullført sin lovnad. Takket være hans økonomiske ofring og Allahs velsignelse jobber han i dag i samme firma, men har en høyere stilling og tjener ganske godt.

Jeg vil avslutte med en beretning fra den utlovede Messias[as]:

«Deltagelse i slike viktige prosjekter vil ikke minke deres rikdom, den vil i stedet økes. Dette er en tid for å tjene andre: handle derfor med iver og mot. Deretter vil det komme en tid da selv et gullfjell ikke vil kunne likestilles de ofringene vedkommende gjør i dag.»

Måtte Allah hjelpe oss alle med å delta aktivt i disse velsignende prosjektene. Ameen.

Kilder:

(Diverse annonser; vol. 2, side 613, 1903)
Fredagspreken 4.01.2014 https://www.alislam.org/friday-sermon/2013-01-04.html
Fredagspreke 7.11.2014 https://www.alislam.org/friday-sermon/2014-11-07.html
Fredagspreken 6.11.2015 https://www.alislam.org/friday-sermon/2015-11-06.html
Fredagspreken 3.11.2017 https://www.alislam.org/friday-sermon/2017-11-03.html
Fredagspreken 6.01.2017 https://www.alislam.org/friday-sermon/2017-01-06.html
http://khuddam.no/avdelinger/finans-data/tahrik-e-jadid/160-Tahrik-e-jadid-a-waqf-e-jadid
http://khuddam.no/avdelinger/finans-data/tahrik-e-jadid/159-Tahrik-e-jadid-og-utvikling-av-ahmadiyya-muslim-jamaat
Zainab utgave: Oktober, November, Desember 2015
Zainab utgave; Januar, Februar, Mars 2017

Blant annet nevnte Hudoor[aba] en hendelse fra Kongo om en kvinne som drev en liten virksomhet for å brødfø seg selv, men omstendighetene i landet hadde ført til lav profitt; denne kvinnen valgte likevel å betale sitt bidrag og tenkte at en avtale med Allah kan aldri føre til tap for henne. I ettertid vokste hennes virksomhet og hun led ikke noe tap til tross de vanskelige omstendighetene i landet.

Hudoor[aba] fortalte en annen hendelse knyttet til *Waqf-e-Jadid* om at en lokal misjonær fra Mali beretter følgende om en person:

«Han konverterte til Ahmadiyya i 2013 og på det tidspunktet slet han økonomisk. Han hadde et ubetalt lån i tillegg til andre problemer i husholdningen. Hans pensjonstid var også rett rundt hjørnet. Samtidig visste han om viktigheten av å gi i Guds sak – betale chanda. Han lovte seg selv at han skulle være punktlig med å betale chanda. Han betalte sin chanda og takket være Allahs velsignelse klarte han å nedbetale hele lånet, ting gikk bedre hjemme og hans pensjon ble også kansellert. Han har nå også undertegnet testamentet»

Under sin fredagspreken den 04.01.2014 berettet Hudoor[aba] en hendelse om en ahmadiyyamuslim fra Tanzania som pleide å betale et lavt beløp i *chanda*. Etter å ha fått råd fra en lokal misjonær begynte han å betale mer i *chanda* og fortsetter den dag i dag å øke sitt beløp. Denne personen ble vitne til Allahs velsignelser mot seg selv! Han fikk i ettertid bygget et hus, tok høyere utdanning og har i dag tegnet *wassiyat*.

Fredagspreken den 03.11.2017 handlet om *Tahrik-e-Jadid* der Hudoor[aba] fortalte om flere tankevekkende og trosinspirerende hendelser fra rundt omkring i verden.

En misjonær fra Mayotte beretter følgende til Hudoor[aba]:

«Mayotte er et veldig fattig land hvor folk lever under veldig vanskelig kår. Mange klarer seg selv ved å selge grønsaker og lignende. En Ahmadi ved navn Rabyoon jobber i en garasje for motorsykler og er flink til å gi chanda, han påpeker at han er like overrasket over at han mottar det dobbelte av det han betaler i chanda på slutten av måneden. En dag spurte hans kone hvorfor han ga så mye chanda. Til dette svarete Rabyoon Sahib: «Den allmektige Gud gir meg alltid det dobbelte tilbake og det er derfor jeg gir så mye». Deretter ga han et beløp foran sin kone og sa følgende: «Observer hvordan den allmektige Gud vil gi dette beløpet tilbake til meg». Dette stemte riktignok fordi på slutten av månedene fikk alle arbeiderene bonus og den bonusen var mye større enn

truet med å utrydde Jama'aten, det var i en slik tid at den andre kalifen erklærte dannelsen av et globalt nettverk av misjonsarbeid. *Tahrik-e-Jadid* var et resultat av dette arbeidet. Arbeidet gjort rundt *Tahrik-e-Jadid* resulterte i nye moskeer, diverse misjonsbygg, oversettelser av Den hellige Koranen, og ungdommer som viet sine liv for å spre budskapet om islam og Guds enhet.

Waqf-e-Jadid er navnet på det andre prosjektet som ble grunnlagt den 27. desember i 1957. *Waqf-e-Jadid* kan beskrives som søsterprosjektet til *Tahrik-e-Jadid*. Dette prosjektet var det siste prosjektet til den andre kalifen, der formålet var å dekke de livsnødvendige behovene til de lærde som ofret og fortsatt den dag i dag ofrer og vier sine liv for åndelig og moralsk opplæring av Jama'atens medlemmer samt for å spre islams sanne budskap til omverden. Den andre kalifen[ra] beretter blant annet følgende om *Waqf-e-Jadid*:

> «Dette er Guds prosjekt, og det vil sannelig fullendes. Gud har innstiftet tanken om dette prosjektet, så hvis jeg til og med må selge mitt hus og mine klær for å drive det frem, vil jeg fortsatt være villig til å fullføre det. Selv om medlemmer av menigheten slutter å støtte meg i dette prosjektet, vil Guds engler tre frem for å bistå meg.»

Det er viktig å understreke at både *Tahrik-e -Jadid* og *Waqf-e-Jadid* startet for medlemmene i Pakistan og India, men spredte seg senere til alle verdens deler. Felles for begge prosjektene er å spre budskapet til islam og skape offervilje blant medlemmene.

Kalenderåret for *Tahrik-e-Jadid* varer fra den 1. januar frem til den 31. desember og for Waqf-e-Jadid fra året den 1. november frem til den 31. oktober.

Frem til 2015 har menigheten etablert 16401 moskeer i hele verden og den hellige Koranen har blitt oversatt til 74 språk. Det har blitt etablert 8 Jamia Ahmadiyya skoler i hele verden og 2800 misjonshus. 600 skoler og 40 sykehus i 8 ulike land samt 15 radiostasjoner. 8 trykkerier har blitt etablert i Afrika samt 5 homeopatiklinikker som opererer verden rundt.

Under Jalsa Salana UK 2017 fortalte Khalifatul-Masih at med Guds velsignelse har det i år blitt etablert en menighet i et nytt land og per dags dato eksisterer trossamfunn i 210 land.

I sin fredagspreken den 06.01.2017 presenterte Khalifatul-Masih flere trosinspirerende hendelser som omhandlet *Waqf-e-Jadid* om hvordan enkelte mennesker til tross for store økonomiske vanskeligheter ofret for Guds sak.

Det moderne prosjektet

– Tehrik-e-jadid & Waqf-e-jadid

Skrevet av Nida-Kajal Tariq

«Dere vil ikke nå den (fullkomne) rettferdighet før dere gir bort av det dere elsker, og hva dere enn gir ut, så er Allah visselig vitende om det»
(3:93)

Islam legger stor vekt på å gi ut for Allahs sak, almisser, veldedighet og annet frivillig bidrag. *Tahrik-e-Jadid* og *Waqf-e-Jadid* er to av mange viktige prosjekter som ble igangsatt av den andre kalifen[ra]. *Tahrik-e-Jadid* programmet ble lansert den 23. november i 1934 av Hadrat Mirza Bashir-du-Din Mahmood Ahmad[ra], Ahmadiyya Muslim Jama'atens andre kalif. Formålet med lanseringen av dette prosjektet var å gjøre det mulig å spre Allahs budskap til alle verdens hjørner[1]. Den andre kalifen[ra] la frem 19 krav, som etter hvert økte til 27. Disse skulle fungere som en oppskrift for at medlemmene skulle lykkes med dette prosjektet. Disse kravene ble lagt frem gjennom tre historiske fredagsprekener avholdt den 16. 23. og 30 november i 1934.

Kjernen i kravene ligger i å leve et simpelt liv. Lever man et simpelt liv vil det være lettere å vie sitt liv, sin rikdom og sin tid for menigheten. En annen hensikt bak lanseringen av dette prosjektet var propagandaen satt i gang av Majlis-e-Ihrar som var en anti-ahmadiyya bevegelse. Denne propagandaen ble støttet av den britiske regjeringen og Jama'atens fiender

---

[1] Khuddam.no

اِقْرَأُ و الْقُرْاٰنَ بِلُحُن الْعَرَبِ (قاعده ترتيل القرآن)

Den hellige Profeten[saw] forskrev oss å resitere Den hellige Koranen i en spesifikk arabisk dialekt. Et populært argument mot Profetens[saw] ønske har vært at det kan være vanskelig for visse folkegrupper å uttale denne dialekten. For eksempel er det folk i deler av verden som er vant til å utaler lyder bakerst fra halsen. Andre språk er ikke så fleksible og kan ikke utale æ, ø eller å.

Svaret ligger i Koranen selv:

لَا يُكَلِّفُ اللهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا

«Allah bebyrder ingen sjel over dens evne.» (2:287)

Faktumet er at ikke alle har egenskapen til å beherske arabisk. Hvordan kan man kreve av en som stammer at han skal kunne resitere som en etnisk araber? Vi blir bedt om å prøve vårt beste for å resitere Den hellige Koranen slik den ble resitert av den hellige Profeten[saw].

Den beste måten å lære seg den riktige uttalelsen på er ved å starte tidlig. Å lese Den hellige Koranen er ikke noe man kan beherske i løpet av noen få timer. Man må starte med det mest grunnleggende og lære seg alfabetet. Deretter kan man lære å sette sammen ord og senere hele setninger ved å beherske pusten. Da vil reglene sakte, men sikkert, sitte godt.

Når det kommer til Den hellige Koranen blir man flinkere jo mer man leser. Dette er grunnen til at det blir lagt så mye vekt på å resitere Den hellige Koranen hver eneste dag. Måtte Allah gi oss ferdigheter til å resitere Den hellige Koranen dag og natt på den måten den ble åpenbart til den hellige Profeten[saw]. Ameen.

Resitasjonen av Den hellige Koranen

Skrevet av: Madiha Ahmad, Follo

Det har blitt bevist gang på gang at Den hellige Koranen er den mest fullkomne boken av dem alle. Vedaen, Toraen og Bibelen har alle blitt omskrevet så mange ganger at de i dag kan sammenlignes med en kurv fylt med både perler og steiner – perler vil si det som ble åpenbart fra Allah og steiner det som har blitt omskrevet. Vi har heller ikke noe kunnskap om hva som har blitt endret gjennom tidene og hva som faktisk er Guds egne ord.

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ

«Sannelig, vi har selv åpenbart formaningen, og vi vill visselig selv bevare den mot fordervelse og forglemmelse.» (15:10)

Det har blitt påvist at Den hellige Koranen har det mest autentiske innholdet, men visste du at selv i resitasjonen ligger det perfeksjon? Hver setning, ord, vokal og lyd har visse regler som må følges. Det er et sett med retningslinjer for korrekt uttalelse. Bare for å nevne et par *qalqala*, *izhaar*, *ikhfaa*, *aqlaab* og *abdaal*.

Bakgrunnen for alle disse reglene er at den hellige Koranen ble åpenbart på arabisk. Arabisk er et språk hvor forskjellig uttalelse av ett og samme ord gir ulike betydning. Dette er et språk hvor det å forlenge et ord kan påvirket hele setninger. Selv alfabetet inneholder bokstaver som har samme fonetiske uttalelse, som for eksempel vil ح og ه uttales som H, mens ث, ص, س vil uttales som S, og ز ذ ض ظ vil uttales som Z.

Hudoor[aba] ba om at måtte Allah velsigne livene og rikdommen til alle de som gjorde disse ofringene. Måtte Allah gjøre det mulig for alle vervholdere å være mer aktive og utføre sitt arbeid på et ordentlig vis. Antallet bidragsytere bør øke og enhver bør bidra om det så er med et lite beløp.

Mot slutten av fredagsprekenen informerte Hudoor[aba] menigheten om den triste bortgangen til Asma Tahira, kona til Sahibzada Mirza Khalil Ahmad som var sønnen til Hadrat Musleh Maud[ra], og den triste bortgangen til Chaudhry Hameed Nasrullah Khan Sahib, tidligere president for Lahore Jama'at. Hudoor[aba] ledet deres begravelsesbønner i absentia etter fredagsbønnen.

Kilde:

(Hameedullah) Wakil A'la, Tahrik-e-Jadid Anjuman Ahmadiyya Pakistan, Rabwah

Datert: 11. januar 2017

Nyttår

Skrevet av Maria Malik

Alle kulturer har en kalender for å holde oversikt over årene som går. Det er en form for markering når man går over fra et år til det neste. Grunnen til at man feirer det kan være mange og personlige, men tema som går igjen er minner fra året som er tilbakelagt, og forventninger til det året man går inn i. Ikke minst er det mange kulturelle tradisjoner knyttet til overgangen til et nytt år, og akkurat som mange andre av våre feiringer er det slik man gjør «fordi man alltid har gjort det». Det er mange kalendere i bruk verden over, og det finnes mange forskjellige nyttårsmarkeringer; som oftest mellom januar og mars etter vår kalender, men også utover høsten. Nå som de fleste land bruker den gregorianske kalenderen som deres de facto-kalender, er nyttårsdagen trolig den mest berømte høytiden. Mest sannsynlig observert med fyrverkeri ved midnattslag da nyttår starter i forhold til hver tidssone. Andre globale nyttårsdagstradisjoner inkluderer å lage nyttårsoppløsninger og ringe til en venn og familie. Folk feirer nyttår ved å gå ut og drikke, og feire i forhold til vante tradisjoner. Vi feirer ikke nyttår fordi ifølge den islamske kalenderen starter nyåret på Muharrams første dag. Som muslim bør vi være flink til å spørre seg selv og be for det Gud har gjort for oss i det forrige året, og ikke minst være takknemlig. Vi bør følge veien til Profeten Muhammad[saw] og be for det gode og be om tilgivelse.

«Jeg er en gammel Ahmadi muslim så jeg burde være et eksempel for de nye.»

Han er mer enn 60 år gammel og samler inn *chanda* og forkynner. Dette er ånden som ble blåst inn i Ahmadiyyamuslimer i fjerne land etter at de aksepterte den utlovede Messias[as].

En ny ahmadiyyamuslim i Benin ga 1000 francs i *chanda* og sa:

«Min økonomiske tilstand er ikke god, men jeg vil ikke stå tilbake på noen områder i menigheten jeg nå er en del av.»

Noen nye ahmadiyyamuslimer i Burkina Faso som etter å ha hørt fredagsprekenen mot slutten av fjoråret, tok med alle pengene de hadde samlet for å feire nyttårsaften og ga de i stedet til *Waqf-e-Jadid* ordningen. De sa at siden de hadde lært hvordan de skulle feire det nye året av kalifen ville de heller gi 76 000 francs i *chanda* og tilbringe natten mens de ber *Tahajjud.*

Hudoor[aba] : Jeg vil nå annonsere det 60. året av *Waqf-e-Jadid*. Menigheten over hele verden klarte å samle inn 8,020,000 pund i løpet av fjoråret; et beløp som er 1,129,000 pund mer enn året før. Også i år er Pakistan på førsteplass hva gjelder totalbeløpet av innsamlede midler, etterfulgt av Storbritannia, Tyskland, USA, Canada, India, Australia og en menighet i Midtøsten, Indonesia, en annen menighet i Midtøsten, og Ghana. Hva gjelder land som gjorde en ekstraordinær innsats sett i forhold til sin lokale valuta ligger Ghana på førsteplass etterfulgt av Tyskland, Pakistan, Canada og Mali. USA kom på førsteplass i forhold til innsamling per innbygger, etterfulgt av Sveits og Finland. Selv om de ligger i front ligger Storbritannia fortsatt bak Afrika hva gjelder innsamling per innbygger.

Menigheten over hele verden klarte å samle inn 8,020,000 pund i løpet av fjoråret; et beløp som er 1,129,000 pund mer enn året før.

Hudoor[aba] sa: I år har 1,340,000 medlemmer bidratt, et tall som er 105 000 større enn året før. Hudoor[aba] sa at Nigeria har enten ligget på latsiden, eller så er ikke rapporten korrekt. Når det gjelder oppriktigheten til medlemmene er ikke den minimal verken i Afrika eller andre land. Kanskje de ikke har blitt kontaktet på en optimal måte. Som oftest er det de ansvarlige sekretærene som viser latskap. Mens han snakket om noen klager fra Rabwah, sa Hudoor[aba] at noen ganger er folk avskåret fra å bidra på grunn av neglisjeringen fra sekretærens side. Det samme har vært tilfellet i Nigeria. Det har også vært en liten nedgang i USA, selv om de har kommet på topp hva gjelder innsamling per innbygger. De landene som merker en nedgang i innsamlede bidrag bør se etter årsaken bak dette. Svakheten ligger ikke i medlemmene, men i arbeiderne.

var til å misunnes. Den utlovede Messias[as] ga mange eksempler på mennesker som ofret mye og ikke tenkte på sine egne behov. Å utføre ofringer har blitt en såpass stor del av menigheten til den utlovede Messias[as] at generasjoner etter generasjoner i menigheten fortsetter å utføre ofringer. Hudoor[aba] sa at selv mennesker som ble en del av menigheten i senere tid og som levde i fjerne land pleide å ofre stort når de fikk høre om de ovennevnte eksemplene og forsto essensen bak ofringer. Sammenlignet med de rike utførte de som har mindre å rutte med større ofringer. De tenker ikke på hva deres lille bidrag kan gjøre men de forstår snarere Den hellige Koranen når den sier:

«Men de som gir sin eiendom ut for å søke Allahs velbehag og styrking av sine sjeler, likner en hage på opphøyet grunn. Styrtregnet rammer den, og den gir sine frukter to ganger. Og om styrtregnet ikke rammer den, så er lett regn tilstrekkelig. Og Allah ser hva dere gjør.»

(2:266)

Hudoor[aba] sa: Ofringene til de fattige menneskene er som lett regn som når det faller i troens hage, høster frukter velsignet av Gud. Til tross av at vi er en mindre rik menighet gjør vi arbeidet med å spre islam og tjene menneskeheten over hele verden. Gud velsigner så vårt arbeid i såpass stor grad at mennesker stiller seg undrende til hvordan vi klarer å oppnå så mye med så få ressurser. Dette skjer fordi menneskene som ofrer streber etter å søke Allahs velbehag. Og når målet med handlingen er Allahs velbehag vil det høste fruktbarhet.

Hudoor[aba] sa: Til og med i dag finner vi utallige slike eksempler. En kvinnelig student fra Uganda, langt unna Qadian, trengte noen ting før hun kunne få innpass på universitetet, men hun betalte sin *chanda* i stedet med den overbevisningen at Gud ville sørge for henne. Tre dager senere mottok hun penger fra en tante; et beløp som var ti ganger større enn det beløpet hun hadde betalt i *chanda*.

En ahmadiyyamuslim i Kerala, India, hadde lånt bort en stor sum og låntakeren hadde ikke returnert pengene. Han skrev ut en sjekk med et høyt beløp som han ga som *chanda* og sa at det ikke var noen penger på kontoen hans foreløpig. Dagen etter ringte han menigheten og fortalte at han hadde fått de pengene han skulle få tilbake og at sjekken nå kunne leveres inn.

På samme måte ga en enke i Tanzania en stor sum i *chanda* og fikk til gjengjeld en mye høyere sum. Saeedi Sahib er en misjonær i Kongo som, på tross av sine ringe kår går rundt og preker og forkynner på egen regning og han ga også 53 000 francs i *chanda* og sa:

Waqf-e-Jadid og ofringer

Fredagspreken 6. januar 2017
Oversatt av Annum Islam

Den 6. januar 2017 ble fredagsprekenen holdt av Hadrat Khalifatul Masih V[aba] på Baitul Futuh Moskeen i London.

Hudoor[aba] sa: Mennesker bruker penger for å oppfylle sine personlige lyster og på ulike materialistiske formål. Noen ganger bruker de også penger på veldedighet og almisse. Det finnes imidlertid ingen menighet eller samfunn i verden i dag som har medlemmer som utfører økonomiske ofringer i hver by og hvert land kun for å tjene troen og menneskeheten. Det er kun en menighet som gjør dette og det er menigheten Gud etablerte for å oppfylle dette formålet. Det er menigheten til den utlovede Messias[as] – de sanne tjenerne av den hellige Profeten[saw] – som ble gitt oppdraget med å spre islam i hele verden. Denne menigheten har utført økonomiske ofringer for islam og menneskeheten de siste 128 årene, og de gjør dette fordi den utlovede Messias[as] har lært oss hvordan vi kan bruke pengene våre på den beste måten og dermed utføre økonomiske ofringer. Den utlovede Messias[as] sa:

> *«Jeg sier det igjen og igjen at en burde ofre for Allahs sak. Det er Allahs løfte at den som enn ofrer i Hans vei vil få ofringen mangedoblede tilbake og vil bli skjenket med alt godt både i dette livet og i det neste. Derfor oppfordrer jeg dere til å bruke av deres rikdom for å hjelpe islam fremover.»*

Hudoor[aba] sa: Følgesvennene til den utlovede Messias[as] forsto dette og ofret det de eide for å tjene troen. Den utlovede Messias[as] sa at ofringene som ble gjort av Hadrat Munshi Abdul Aziz Patwari[rta] og Hadrat Shadi Khan[rta]

På samme måte som menneskesjelen krever en kropp, og mening krever ord og perspektiv, krever mennesket en vei. Det er ikke vår bekymring, og ei heller diskuterer vi at noen skal si 'Allah', 'Gud' eller 'Premaishwar. Vår bekymring er kun dette: hva forstår du om guddommen som du påkaller? Det er attributtene til guddommen som er av bekymring og som vi burde ta hensyn til. […]

Husk at sannhet og små detaljer er knyttet til kunnskap. Jo større kunnskap, desto mer vil sannheten åpenbare seg. Derfor burde man under denne søknen holde sitt hjerte rent. Jo mer hjertet er renset for fordommer og egoisme, desto raskere vil man forstå den sanne meningen. Forskjellen mellom lys og mørke kan forstås selv av den mest uvitende blant mennesker.

Sammendraget for min tale er at mellom to punkter er det kun en rett strek. Dette er forhold som det burde tas hensyn til. Du burde oppholde deg her med tålmodighet og standhaftighet. Ved Guds nåde er det ikke umulig at du finner veien som har blitt prøvd og opplevd av mange millioner hellige mennesker og slike mennesker eksiterer den dag i dag.'

saw *sal-lallahu 'alaihi wa sallam*, betyr "Må Allahs velsignelser og fred være med ham" og skrives etter omtale av den ærverdige profeten Muhammad[saw]

as "*alaihis salám",* betyr «Fred være med ham» og skrives etter omtale av alle andre profeter enn den ærverdige profeten Muhammad[saw].

ra *radi-Allaho' anhu/anhá/anhum,* betyr «Måtte Allah være tilfreds med ham/henne/dem» og skrives etter omtale av følgesvennene til den ærverdige profeten[saw] og den utlovende Messias[as]

rta *rahmatullah'alaih,* betyr «Må Allah være nådig mot ham» skrives etter omtale av avdøde fromme muslimer

aba *ayyadahullahu ta'álá bi nasrihil'aziz* betyr «Må Allah støtte ham ved Sin mektige hånd», og skrives etter omtale av den til enhver tid værende kalif

bærer frukter som er midlertidige, som for eksempel et morbærtre. Treet bærer frukt tidlig, men mister frukten med det samme og den egentlige frukten følger etter. Slik er også ønsket om å søke Gud ettersom dette ønsket også kan oppstå midlertidig. Hvis man ikke viser tålmodighet på dette stadiet og ikke uttrykker en positiv holdning, vil dette midlertidige ønsket ikke bare slukne, men bli utslettet fullstendig fra hjertet. Men hvi man strever med et sannferdig sinn og en positiv holdning, vil denne midlertidige gløden og tørsten utvikle seg daglig, slik at hvis man skulle møte på et fjell av vanskeligheter og prøvelser på veien, vil en sann søker ikke bry seg og fortsette å fremgå seg selv for å oppnå sitt formål. Den som viser tålmodighet under denne innledende gløden og ønsket, og forstår at han må være trofast mot denne følelsen i hele sitt liv, venter en formue. Men den som gir opp etter noen få eksperimenter og blir sliten, vil kun ende opp med å si at han har sett mange som kun snakker, men aldri møtt noen som kunne vise sannheten og ei heller noen som kunne lede ham til Gud!

Det er et arabisk uttrykk som lyder: 'Den som søker, tilhører ingen religion.' En søker burde forlate enhver fordom og legge fra seg all tro før han begynner sin søken etter den sanne tro. Søken etter Gud burde være hans fundament. […] Å fremskynde denne prosessen er ikke en god ide. Det vil som vanlig forårsake tap for den uheldige. For eksempel hvordan vil vi tape hvis du velger ikke å oppholde deg hos oss og forlater oss, og deretter sier at 'det er ingenting der,' eller 'jeg oppnådde ingenting'? Hvis man skulle presentere geometriske figurer for et barn vil han like dem, men å like dem vil ikke være til fordel for han ettersom han er uvitende om deres egenskaper og hvordan han kan benytte dem. […]

Hva er religion?

Det er veien mennesket velger for seg selv

Hva er religion? Det er veien som mennesket velger for seg selv. Ethvert menneske trenger å velge en vei. Selv et irreligiøst menneske som ikke tror på Gud må velge en vei for sitt liv og det er hans 'religion'. Men punktet som man burde ta hensyn til er om den veien vi velger skjenker oss standhaftighet og evig tilfredsstillelse eller ei.

det er med denne hensikten at jeg kommer til deg, Huzur.'

Den utlovede Messias (fred være med ham) svarte med følgende ord: 'Sannheten er at vi ikke burde bli tilfreds med kun den ytre overflaten. Mennesket strever etter å oppnå fremgang og islam ønsker å bringe det til dypet. Navnet islam er et navn hvor mennesket finner fred. […] Islam har blitt skapt for fred, for '*shanti*' og for tilfredsstillelsen som menneskesjelen sulter og tørster etter. […] Det er ikke mulig for et menneske å oppnå alt samtidig, eller plutselig oppnå det høyeste nivået av kunnskap om Gud. Alt i denne verden skjer gradvis. Det er ingen kunnskap eller ferdighet som mennesket kan lære uten å vise tålmodighet og dedikasjon. Bonden må vente etter å ha sådd frøet. Først legger han sin mest kjære eiendel i jorden der det er fare for at de kan bli oppslukt av jorden eller bli plukket opp av dyr. Men erfaring gjør han beroliget om at det vil komme en tid når dette frøet, som han har betrodd jorden, vil bli til en frodig og grønn mark og dette frøet gravet ned i bakken vil utvikle seg til mat og levebrød.

Du burde derfor betrakte det faktum at produksjonen av maten og midlene som er nok for å holde et menneske i live for en dag, krever en periode på seks måneder. […] Hvordan kan det da være mulig å oppnå åndelig føde som er en næring for det spirituelle liv som er evig, i løpet av noen få dager? […] Loven tilsier at alt skjer gradvis og systematisk. Suksess kan bli vanskelig å oppnå hvis man ikke er tålmodig og ikke besitter positive forventninger. […] Hvis det kreves så mye tålmodighet for mindre viktige oppgaver hvor tåpelig er det ikke å tro at for å reformere sitt eget liv og for å fjerne skitt og smuss fra hjertet er det nok med et pust for å bli kvitt alle lyster og dermed rense hjertet? […]

En person som kommer til meg med den hensikt å søke Gud og deretter forlater etter en overfladisk samtale, håner Gud. Dette er ikke metoden for å søke Gud, og ei heller har Gud sørget for et slikt system.

En person som kommer til meg med den hensikt å søke Gud og deretter forlater etter en overfladisk samtale, håner Gud. Dette er ikke metoden for å søke Gud, og ei heller har Gud sørget for et slikt system.

Det første kravet for å søke Gud er et sant ønske og det andre er å være tålmodig og forpliktet denne søken. Det er et faktum at samtidig som man eldes, oppnår man erfaring. […] Jeg har sett mange menn som i deres unge alder forlater det verdslige og roper ut høyt, men ender likevel til slutt med å bli fullstendig oppslukt av verdslige affærer. Enkelte trær

En søken etter Gud

Nedenfor følger et utdrag fra en samtale mellom en ikke-muslim og Den utlovede Messias (fred være med ham)

Hentet fra Malfoozat, vol. 2, s. 226-243

I mars 1901 kom en herremann til Den utlovede Messias (fred være med ham) i søken etter sannheten. Herremannen som var fra distriktet Gujrat fortalte om sin opplevelse i begynnelsen av samtalen som fant sted den dagen.

'Helt fra den spede begynnelse kunne jeg ane utvikling av religiøse verdier i mitt vesen, og jeg har derfor i samsvar med disse verdiene utført gode gjerninger gjennom hele mitt liv. Jeg føler meg plaget av tanken om å være omringet av mennesker som jager verdslige goder, og jeg merker stadig en form for nervøs uro inni meg. En dag da jeg ruslet langs elvebredden ble jeg oppmerksom på en fremmed opplevelse som uttrykte en form for kjærlighet som ga meg en følelse av nytelse og fornøyelse. Jeg følte fryd hvor enn jeg vendte meg – mens jeg spiste, drakk, gikk og under enhver bevegelse og ved enhver gest følte jeg kjærlighet. Etter noen timer med denne opplevelsen forsvant den, men dens effekt vedvarte i minst to måneder, det vil si at følelsen av glede varte lenger, men kun i en mindre grad. Nå er jeg i en merkelig tilstand av rådløshet. Jeg har prøvd å gjenoppleve denne følelsen.

Da jeg en dag gikk rundt i min egen landsby, tapt i mine egne tanker, fanget ørene mine lyden av stemmen til Sheikh Maula Baksh Sahib som leste fra en av dine skrifter publisert i «The Great Conference of Religions». Jeg følte på min sjel at disse ordene bar på et lys og at den som hadde skrevet disse ordene også måtte bære på et lys i sitt eget vesen. Jeg leste skriften flere ganger og fikk et ønske om å besøke Qadian. […] Uroen i meg vokste. Jeg ønsker å gjøre noe med livet mitt og

Beretning om Guds Straff og Nåde

Det berettes av Hadrat Abu Hurairah (må Allah væretilfreds med ham) at Den hellige Profeten (Allahs velsignelse og fred være med ham) sa at hvis en muslim visste hvor streng straffen vil være, vil han aldri håpe på å oppnå Paradis. Han vil tro at det er veldig vanskelig å unnslippe straffen. Dersom en vantro forsto omfanget av Allahs nåde og barmhjertighet, ville de aldri føle skuffelse over Hans Paradis. Han vil være sikker på at det er kun en stakkar som kan nektes adgang.

(Muslim Kitab al-Taubah)

Forklaring

Beretningen gir en ide om omfanget til Allahs nåde og barmhjertighet. En sann muslim er sikker på Hans godhet. Hver gang han begår en feil, kneler han ved Hans dørstokk og ber om Hans tilgivelse og lover å bli et bedre menneske. Allah fortsetter å tilgi ham. Dermed fortsetter mennesket å utvikle dyd og gode gjerninger og *Taqwah* til han når et stadium der Allah sier: «Kom, tre inn i menigheten til mine tjenere og tre inn i Paradiset.»

Hvis vi i motsetning skulle observere andre trosretninger, er ikke konseptet om tilgivelse og nåde like enestående slik den er i islam. Det er derfor en vantro ikke er sikker på Allahs nåde og barmhjertighet. Han prøver å søke tilflukt i konseptet om soning for å oppnå frelse, eller ønsker tilgivelse gjennom transmigrasjon av sjelen. Begge disse konseptene er ikke korrekte da de ikke skjenker sjelen ro. Det er ved gode gjerninger og den rette tro at mennesket kan oppnå kilden til sin tilgivelse.

(*Ahmadiyya Gazette*, Juni 1994)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

Vers fra den hellige Koranen

وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ
وَالصَّالِحِينَ ۚ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ﴿٧٠﴾ ذَٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ عَلِيمًا ﴿٧١﴾

Og den som adlyder Allah og dette Sendebud - slike skal være blant dem Allah har vist Sitt velbehag, nemlig: profetene, og de sanndru, og martyrene, og de rettferdige, og disse er de beste feller. Dette er den (sanne) nåde fra Allah, og Allah er tilstrekkelig som den som kjenner alt!

(Surah Al-Nisa, vers 70 – 71)

INNHOLDSFORTEGNELSE

Januar – Mars 2018

2 Vers fra Den hellige Koranen

3 Hadith

4 Malfoozat

8 Waqf-e-Jadid og ofringer

11 Nyttår

12 Resitasjon av Den hellige Koranen

14 Det moderne prosjekt

18 Spørsmål og svar med Hudoor[aba]

20 Utdanning og karrierevalg for Ahmadiyya muslimske kvinner

23 Den hellige Profetens[saw] kjærlighet til Gud

25 Barndommen til den andre kalifen[ra]

29 Biografien til Den utlovede Messias[as]

32 Helse: Hvorfor er fluor viktig for tennene våre?

35 Fem grunnleggende egenskaper

36 Barneside

Kjære president, Lajna Ima'illah

Aslam o aleikum

Jeg vil informere at jeg har mottatt Deres brev med forespørsel om bønn samt deres Zainab-utgave for oktober til desember. Måtte Allah velsigne dere. Med Guds vilje har dere gjort en god innsats for publiseringen av Zainab. Måtte Allah velsigne litteraturavdelingen med alt godt og gjøre det mulig for dem å oppnå fremgang med dette arbeidet. Ameen.

Jeg håper at deres nasjonale Ijtema for Nasirat og Lajna ble avholdt med et godt oppmøte. Måtte Allah skjenke samtlige medlemmer framgang i både kunnskap og åndelighet og gjøre det mulig for dem å dra nytte av den tilegnede kunnskapen. Ameen.

Med vennlig hilsen

Mirza Masroor Ahamd, Khalifatul-Masih den femte

ZAINAB

Amir AMJ Norge

Zahoor Ahmad Ch.

President Lajna Ima'illah Norge

Balqees Akhtar

Redaktør Urdu Del

Mansoora Naseer

Redaktør Norsk Del

Mehrin Shahid

Andleeb Anwar

Korrektur Norsk Del

Madiha Ahmad

Shazia Ali

Grafisk Design

Zoya Smamah Shahid

Fakiha Choudhry

Adresse: Baitun Nasr moské

Søren Bulls vei 1

1051 Oslo

kontakt@ahmadiyya.no

LAJNA IMAILLAH NORGE

ZAINAB

JANUAR - MARS 2018

8 Waqf-e-Jadid og ofringer
14 Det moderne prosjektet
36 Barneside